رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۲۹۸ — رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۲۹۸

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا اور مشہور و معروف اخبار جس کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنا ایک بازو قرار دیا
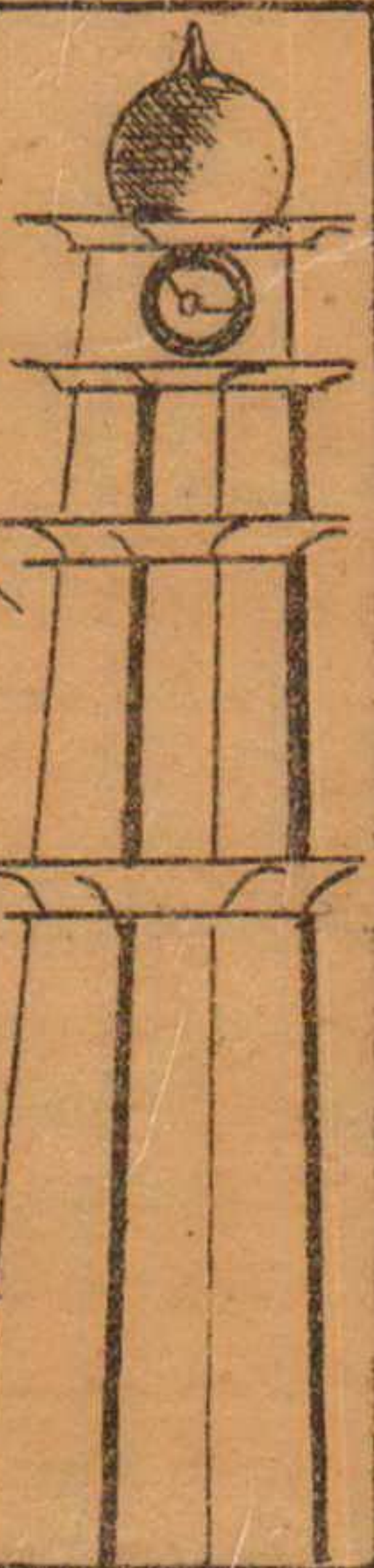
THE ALHAKAM QADIAN.

الحکم

قادیان — ہفتہ وار — دو روز

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم

چہ گویم باتو گر آئی چہا در قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی
بیا در بزم مستاں تا بہ بینی عالمے دیگر
بہشتے دیگر و ابلیس دیگر آدمے دیگر

چندہ
حکومت و والیان ریاست سے ما ر
امراء و رؤساء سے ۵ؔ
معاونین سے ۶ؔ
عوام سے ؎
ممالک غیر سے ۱۲ؔ ر

مدینۃ المسیح
قادیان دار الامان سے ہر انگریزی ماہ کی ۷ ر ۱۴ ر ۲۱ ر ۲۸ ر تاریخ کو خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ شائع ہوتا ہے۔

قیمت فی پرچہ ۲ ر

مدیر اعلیٰ — شیخ یعقوب علی تراب احمدی عرفانی

مدیر مسئول — شیخ محمود احمد عرفانی مجاہد مصری

جلد ۳۸ — ۱۹ ربیع الثانی ۱۳۵۴ھ مطابق ۲۱ جولائی ۱۹۳۵ء یوم یکشنبہ — نمبر ۲۶

احرار کی کمینہ سازش کا انکشاف

(۲)

میں الحکم کے گزشتہ نمبر میں حضرت صاحبزادہ صاحب کے حملے کے حالات لکھ چکا ہوں۔ آج کی اشاعت میں یہ لکھنا چاہتا ہوں کہ یہ حملہ ایک منظم سازش کا نتیجہ تھا۔—— ہماری عیدگاہ پر جب احرار نے قبضہ کرنے کی سازش کی اور اس کی غرض بھی محض یہ تھی کہ جماعت احمدیہ سے تصادم کیا جائے کچھ آدمی پولیس نے گرفتار کر لئے۔ اور جب چالان مجسٹریٹ کے آگے پیش ہونے لگا۔ اُس وقت احرار اور احمدی ٹاؤن کمیٹی کے دفتر کو جا رہے تھے۔ جہاں مجسٹریٹ صاحب موجود تھے۔ احرار کی ایک پارٹی جا رہی تھی جن میں سے ایک شخص نے کہا کہ اب ہم کو احمدیوں کے گلے پڑ جانا چاہیئے۔ یہ فقرہ ہمارے معزز احمدیوں نے سُنا۔ اور اسی وقت سلسلہ کے اکابرین تک پہنچا دیا گیا۔—— چند دن کے بعد ایک مشہور مفسد احراری نے ایک احمدی سے کہا کہ تم دیکھو گے کہ اب ہم تمہارے بڑے بڑے آدمیوں کے گلے پڑیں گے

پھر قادیان کے باہر سے ہمارے پاس اطلاعات آئیں کہ احرار نے فیصلہ کیا ہے کہ وہ حضرت مرزا شریف احمد صاحب پر حملہ کریں۔ اس حملہ کے لئے ایک تقریب یہ پیدا کی گئی کہ ریتی چھلہ کے ایک حصہ پر احرار نے زبردستی قبضہ کر لیا۔ انکا خیال تھا کہ احمدی ان کو وہاں سے روکیں گے اور ہم فساد کرینگے۔ اور اگر حضرت صاحبزادہ صاحب آ گئے تو انپر حملہ کرینگے۔ جماعت احمدیہ نے ان کو مخاطب ہی نہ کیا۔ جب ہر طرح سے ان کی تدابیر ناکام ہو گئیں تو ایک قلیل الجماعت پیا ایک گداگر زادے کو آمادہ کر لیا گیا کہ وہ حضرت صاحبزادہ صاحب پر حملہ آور ہو۔ چنانچہ ۸ ر جولائی کو ۲ بجے ڈاکٹر عبداللہ کے لڑکے عبدالسلام کے مکان پر حنیفا مجرم گیا۔ یہاں یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ حنیفا ملزم عبدالسلام کا ہمسایہ بھی ہے۔ دو بجے اس کے مکان پر جا کر اس نے مفصل ہدایات لیں۔ اور اس کے بعد وہ الحکم سٹریٹ کے اس حصہ میں آ گیا۔ جہاں غیر احمدیوں کی مسجد ہے۔ کیونکہ اس جگہ غیر احمدیوں کے مکانات کثرت سے ہیں اور اسی جگہ اسے پناہ مل سکتی تھی۔ قادیان کے مشہور احراری سرغنے میاں عبدالصمد کی دوکان پر بیٹھ کر اس نے انتظار شروع کی رحمت اللہ احراری مہر الدین آتشباز کی گلی میں کھڑے ہو کر اس کی نگرانی پر مامور تھا۔ بہت سے لوگوں نے اسے لاٹھی لے کر بیٹھے دیکھا اور بعض نے اس کے منہ سے یہ بھی سُنا کہ مجھے جس کی انتظار ہے آج معلوم نہیں وہ کدھر چلا گیا۔ وہ نہیں گزرتا۔

اس موقعہ پر کئی ایک احرار کو آتے جاتے دیکھا ۴ بجے کے قریب جب وہاں سے حضرت صاحبزادہ صاحب گزرے تو آپ پر حملہ کر کے فوراً ہی ماسٹر تاج الدین صاحب کے مکان میں چھپ گیا۔ جہاں بہت سے احراری پہلے ہی سے جمع بیٹھے تھے۔ ملزم کو ہاتھوں ہاتھ لیا گیا۔ اور اسے دودھ پلایا گیا اور اس کی حوصلہ افزائی کی گئی۔

اس رات ملزم کو ماسٹر تاج الدین صاحب مکان میں رکھا گیا دوسرے دن ایک حجام کے مکان میں منتقل کر دیا گیا۔ جو ماسٹر تاج الدین صاحب کے مکان کے قریب ہی سکونت پذیر تھا۔ تین یوم اس کے مکان میں احرار نے اس کی حفاظت کی جہاں گورداسپور کے ایک وکیل نے اس سے ملاقات کی اور اسے ضروری باتیں ذہن نشین کرائیں —— ۱۱ ر جولائی کی رات کو اسے بٹالہ ایک مشہور احراری لیڈر کے مکان پر پہنچا یا گیا احرار نے گورداسپوری وکیل کی آمد سے قبل اسے زخم بھی لگائے تھے۔ تا کہ یہ کہہ سکیں کہ حضرت صاحبزادہ صاحب نے اسپر حملہ کیا تھا۔ مگر وکیل کے مشورے سے یہ تجویز گر گئی۔

اب میں ان تمام حالات کو مہیا کر کے دنیا کے شرفاء سے پوچھنا چاہتا ہوں —— کہ کیا ان واقعات سے معلوم نہیں ہوتا کہ احرار نے

اس حملے کے لئے واقعی منظم سازش کی ہوئی تھی

وہ سب کے سب اس میں شریک تھے۔

اس کی حفاظت کرنے والے اسے دودھ پلانے والے۔ اسے چھپانے والے۔ اس کی ضمانتیں دینے والے کیا اس معاملہ میں صاف شریک نظر نہیں آتے؟ اور کیا ان سب کی غرض یہ نہ تھی کہ ہم اتنے بڑے عظیم الشان انسان پر حملہ کریں تاکہ

قادیان میں خون کی ندیاں بہہ جائیں

میں حکومت کے ذمہ دار افسروں اور ملک کے سربرآوردہ لوگوں سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ جو لوگ اس قسم کی خونریزی کے لئے منظم سازش کریں کیا وہ اس قابل ہیں کہ انھیں **کھلے بندوں چھوڑ دیا جائے** تاکہ وہ کسی اور شرارت کیلئے جدید پروگرام بنا سکیں۔ اور قادیان کے امن کو برباد کرنے کیلئے جدید سازشیں کر سکیں

(باقی آئندہ)

محمود احمد عرفانی
(مدیر مسئول)

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

ھو الناصر

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ڈاکٹر سر محمد اقبال اور جماعت احمدیہ

(از قلم حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

سر محمد اقبال صاحب کو کچھ عرصہ سے میری ذات سے خصوصاً اور جماعت احمدیہ سے عموماً بغض پیدا ہو گیا ہے اور اب ان کی یہ حالت ہے کہ یا تو کبھی وہ ان ہی عقائد کی موجودگی میں جو ہماری جماعت کے اب ہیں۔ جماعت احمدیہ سے تعلق موانست اور مواخات رکھنا بُرا نہیں سمجھتے تھے۔ یا اب کچھ عرصہ سے وہ اس کے خلاف خلوت و جلوت میں آواز اٹھاتے رہتے ہیں۔ میں ان وجوہ کے اظہار کی ضرورت محسوس نہیں کرتا۔ جو اس تبدیلی کا سبب ہوئے ہیں۔ جس نے ۱۹۱۱ء کے اقبال کو جو علیگڑھ کالج میں مسلمان طلباء کو یہ تعلیم دے رہا تھا کہ

" پنجاب میں اسلامی سیرت کا ٹھیٹھ نمونہ اس جماعت کی شکل میں ظاہر ہوا ہے جسے فرقہ قادیانی کہتے ہیں "

۱۹۳۵ء میں ایک دوسرے اقبال کی صورت میں بدل دیا۔ جو یہ کہہ رہا ہے کہ "میرے نزدیک قادیانیت سے بہائیت زیادہ ایماندارانہ ہے۔ کیونکہ بہائیت نے اسلام سے اپنی علیحدگی کا اعلان واشگاف طور پر کر دیا۔ لیکن قادیانیت نے اپنے چہرے سے منافقت کی نقاب اُلٹ دینے کے بجائے اپنے آپ کو محض نمائشی طور پر جزو اسلام قرار دیا اور باطنی طور پر اسلام کی روح اور اسلام کے تخیل کو تباہ و برباد کرنے کی پوری کوشش کی" (زمیندار ۵ مئی ۱۹۳۵ء)

یعنی ۱۹۱۱ء کی احمدیہ جماعت آج ہی کے عقائد کے ساتھ صحابہ رضوان اللہ علیہم کا خالص نمونہ تھی۔ لیکن ۱۹۳۵ء کی احمدیت بہائیت سے بھی بدتر ہے۔ اسی بہائیت سے جو صاف لفظوں میں قرآن کریم کو منسوخ کہتی ہے۔ جو واضح عبارتوں میں بہاء اللہ کو ظہورِ الٰہی قرار دیتے ہوئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ان کو فضیلت دیتی ہے۔ گویا ڈاکٹر سر محمد اقبال صاحب کے نزدیک اگر ایک شخص رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت کو منسوخ قرار دیتا۔ قرآن کریم سے بڑھ کر تعلیم لانے کا مدعی ہوتا۔ نمازوں کو تبدیل کر دیتا اور قبلہ کو بدل دیتا ہے۔ اور نیا کلمہ بناتا اور اپنے لئے خدائی کا دعویٰ کرتا ہے۔ حتیٰ کہ اس کی قبر پر سجدہ کیا جاتا ہے۔ تو بھی اس کا وجود ایسا بُرا نہیں۔ مگر جو شخص رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین قرار دیتا۔ آپ کی تعلیم کو آخری تعلیم بتاتا۔ قرآن کریم کے ایک ایک لفظ۔ ایک ایک حرکت کو آخر تک خدا تعالیٰ کی حفاظت میں سمجھتا ہے۔ اسلامی تعلیم کے ہر حکم پر عمل کرنے کو ضروری قرار دیتا ہے۔ اور آئندہ کے سب روحانی ترقیات کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری اور غلامی میں محصور سمجھتا ہے۔ وہ بُرا اور بائیکاٹ کرنے کے قابل ہے۔

دوسرے لفظوں میں سر محمد اقبال صاحب مسلمانوں سے یہ منوانا چاہتے ہیں کہ جو شخص نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت کو منسوخ کرے۔ قرآن کریم کے بعد ایک نئی کتاب لانے کا مدعی ہو۔ اپنے لئے خدائی کا مقام تجویز کرے اور اپنے سامنے سجدہ کرنے کو جائز قرار دے جس کے خلیفہ کی بیعت فارم میں صاف لفظوں میں لکھا ہو کہ وہ " خدا کا بیٹا ہے "۔ وہ بانی سلسلہ احمدیہ سے اچھا ہے جو اپنے آپ کو خادم رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم قرار دیتے ہیں۔ اور قرآن کریم کی اطاعت کو اپنے لئے ضروری قرار دیتے ہیں اور کعبہ بیت اللہ اور کلمہ کو مدار نجات سمجھتے ہیں۔ کیونکہ بہائی تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات پر اور قرآن کریم پر حملہ کرتے ہیں۔ لیکن **احمدی سر محمد اقبال اور ان کے ہمنواؤں کو روحانی بیمار قرار دیکر انھیں اپنے علاج کی طرف توجہ دلاتے** ہیں۔ اور ان کے ایمان کی کمزوریوں کو ان پر ظاہر کرتے ہیں سو بہیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

سر محمد اقبال صاحب اس عذر کی پناہ نہیں لے سکتے کہ میرا صرف یہ مطلب ہے کہ بہائی منافق نہیں اور احمدی منافق ہیں۔ کیونکہ اول تو یہ غلط ہے۔ کہ بہائی کھلے بندوں اپنے مذہب کی تلقین کرتے ہیں اگر سر محمد اقبال یہ دعویٰ کریں تو اس کے صرف یہ معنی ہونگے کہ بیسویں صدی کا یہ مشہور فلسفی ان فلسفی تحریکات تک سے آگاہ نہیں جن سے اس وقت کے معمولی نوشت و خواند والے لوگ آگاہ ہیں۔

سر محمد اقبال صاحب کو معلوم ہونا چاہیئے کہ بہائی اپنی کتب عام طور پر لوگوں کو نہیں دیتے۔ بلکہ انھیں چھپاتے ہیں۔ وہ ہر ملک میں الگ الگ عقائد کا اظہار کرتے ہیں۔ وہ امریکہ میں صاف لفظوں میں بہاء اللہ کو خدا کے طور پر پیش کرتے ہیں۔ لیکن اسلامی ممالک میں اس کی حیثیت ایک کامل ظہور کی بتاتے ہیں۔ وہ اسلامی ممالک میں مسلمانوں کے ساتھ مل کر نمازیں پڑھ لیتے ہیں۔ ویسا ہی وضو کرتے ہیں اور اتنے ہی رکعتیں پڑھتے ہیں جتنی کہ مسلمان۔ لیکن الگ طور پر صرف تین نمازوں کے قائل ہیں۔ اور ان کے ہاں نماز پڑھنے کا طریق بھی اسلام سے مختلف ہے۔

پھر یہ بھی درست نہیں کہ احمدی منافق ہیں اور لوگوں سے اپنے عقائد چھپاتے ہیں۔ اگر احمدی مداہنت سے کام لیتے تو آج سر محمد اقبال کو اسقدر اظہار غصہ کی ضرورت کیوں ہوتی۔ احمدی ہندوستان کے ہر گوشہ میں رہتے ہیں۔ دوسرے فرقوں کے لاکھوں کروڑوں مسلمان ان کے حالات سے واقف ہیں۔ وہ گواہی دے سکتے ہیں کہ وہ قرآن کریم کی تعلیم پر عمل کرنے والے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بتائی ہوئی نماز کے مطابق نماز پڑھنے والے۔ روزے رکھنے والے حج کرنیوالے اور زکوٰۃ دینے والے ہیں۔ وہ کونسی بات ہے جو احمدی چھپاتے ہیں۔ اور سر محمد اقبال کے پاس وہ کونسا ذریعہ ہے جس سے انھوں نے یہ معلوم کیا کہ احمدیوں کے دلوں میں کچھ اور ہے مگر ظاہر وہ کچھ اور کرتے ہیں۔؟

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم تو اسقدر محتاط تھے جب ایک صحابی نے ایک شخص کو جس نے جنگ میں عین اسوقت کلمہ پڑھا تھا جب وہ اسے قتل کرنے لگے تھے قتل کر دیا اور عذر یہ کیا کہ اس نے ڈر سے کلمہ پڑھا ہے تو آپ نے فرمایا۔ ھَلْ شَقَقْتَ قَلْبَہٗ کیا تو نے اس کا دل پھاڑ کر دیکھا ہے؟ لیکن ڈاکٹر سر محمد اقبال صاحب آج دنیا کو یہ بتانا چاہتے ہیں کہ وہ قوم جس کے افراد نے افغانستان میں اپنے عقائد چھپانے پسند نہ کئے۔ لیکن جان دیدی ساری کی ساری منافق ہے اور ظاہر کچھ اور کہتی ہے اور اس کے دل میں کچھ اور ہے

اگر یہ الزام کوئی ایسا شخص لگاتا جسے احمدیوں سے واسطہ نہ پڑا ہوتا تو میں اسے معذور سمجھ لیتا لیکن سر محمد اقبال معذور نہیں کہلا سکتے۔ **ان کے والد مرحوم احمدی تھے**۔ ان کے بڑے بھائی صاحب شیخ عطا محمد صاحب احمدی ہیں۔ ان کے اکلوتے بھتیجے شیخ محمد اعجاز احمد صاحب سب جج احمدی ہیں۔ اسیطرح ان کے خاندان کے اور بھی افراد احمدی ہیں۔ ان کے بڑے بھائی صاحب حال ہی میں کئی ماہ ان کے پاس رہے ہیں۔ بلکہ جس وقت انھوں نے یہ اعلان شائع کیا ہے اسوقت بھی سر محمد اقبال صاحب کی کوٹھی وہ تعمیر کرا رہے تھے۔ کیا سر محمد اقبال صاحب نے ان کی رہائش کے ایام میں انھیں منافق پایا تھا؟ یا خود اپنی زندگی سے زیادہ پاک زندگی ان کی پائی تھی؟ ان کے سگے بھتیجے شیخ اعجاز احمد صاحب۔ ایسے نیک نوجوان ہیں کہ اگر سر محمد اقبال غور کریں تو یقیناً انھیں ماننا پڑے گا کہ ان کی اپنی جوانی اس نوجوان کی زندگی سے سینکڑوں سبق لے سکتی ہے۔ پھر ان خوابوں کی موجودگی میں ان کا کہنا کہ احمدی منافق ہیں وہ ظاہر میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے محبت کا اظہار کرتے ہیں۔ لیکن دل میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو ہلاک کرنا چاہتے ہیں کہاں تک درست ہو سکتا ہے؟

میں تمام ان شریف مسلمانوں سے جو اسلام کی محبت رکھتے ہیں درخواست کرتا ہوں کہ وہ ٹھنڈے دل سے اس صورت حالات پر غور کریں جو ڈاکٹر سر محمد اقبال صاحب کے اعلان نے پیدا کر دی ہے اور دیکھیں کہ کیا اس قسم کے غیظ و غضب کے بھرے ہوئے اعلان مسلمانوں کی حالت کو بہتر بنائینگے یا خراب کرینگے اور سوچیں کہ ایک شخص جو اپنے احمدی بھائی کو بلوا کر اس سے اپنی کوٹھی بنواتا ہے۔ دوسرے مسلمانوں کو انکے بائیکاٹ کی تعلیم دیتا ہے کہاں تک لوگوں کے لئے راہنما بن سکتا ہے؟ اور اسیطرح وہ شخص جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر کھلا حملہ کرنیوالے کو اچھا قرار دیتا ہے اور اپنے ایمان پر اعتراض کرنیوالے کو ناقابل معافی قرار دیتا ہے کہاں تک مسلمانوں کا خیرخواہ قرار دیا جا سکتا ہے؟ کاش! سر محمد اقبال اس عمر میں ان امور کی طرف توجہ کرنے کی بجائے ذکر الٰہی اور احکام اسلام کی بجا آوری کی طرف توجہ کرتے اور پیشتر اس کے کہ توبہ کا دروازہ بند ہوتا اپنے نفس کی اصلاح کرتے تا خدا تعالیٰ ان کو سچے پہلے صداقت کے سمجھنے کی توفیق دیتا اور وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے متبع کے طور پر اپنے رب کے حضور پیش ہو سکتے۔ و آخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العٰلمین۔ والسلام (خاکسار مرزا محمود احمد امام جماعت احمدیہ)

سیرت المہدی کا ایک ورق

میاں خیر الدین صاحب سیکھوانی کی روایات

میاں خیر الدین صاحب سیکھوانی اور ان کے دو برادر اکبر میاں امام الدین صاحب اور حضرت میاں جمال الدین صاحب مرحوم حضرت اقدس کے پُرانے خدام میں سے تھے۔ ابتدا ہی سے حضور کی صحبت نصیب ہوئی۔ حضرت نے ان کے اخلاص و محبت کا تذکرہ اپنی کتب میں بھی شائع فرمایا۔

حضرت میاں جمال الدین صاحب مرحوم اللہ تعالیٰ کے حضور چلے گئے۔ خدا تعالیٰ ان کو اعلیٰ علیین میں جگہ دے۔ میاں خیر الدین صاحب مولوی قمر الدین صاحب مولوی فاضل سابق اسسٹنٹ پرائیویٹ سکرٹری صاحب کے والد ہیں اور میاں امام الدین صاحب مولانا جلال الدین صاحب کے والد ماجد ہیں۔

میاں خیر الدین صاحب آجکل حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کے مختار عام ہیں۔ یہ روایات ذکرِ حبیب کی ایک مجلس میں بیان فرمائیں جو ۳۰ر اکتوبر ۱۹۳۲ء سردار مصباح الدین صاحب نے منعقد کرائی۔ (ایڈیٹر)

ہماری قادیان میں رشتہ داری بھی تھی حضرت اقدس کی شہرت اور عروج سے پہلے ہمارا یہاں آنا جانا تھا۔

میری عمر بہت چھوٹی تھی جب حضرت اقدس کی مسجد میں آنے جانے لگا مجھ سے قبل میرا بڑا بھائی اور والد صاحب یہاں آیا کرتے تھے۔ یہ وہ زمانہ ہے جبکہ حضور براہین احمدیہ کی تصنیف میں مشغول تھے۔

خواب

اس زمانہ میں مینے ایک خواب دیکھا کہ ہماری مسجد سیکھواں میں حضرت اقدس تشریف فرما ہیں اور اسوقت ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا قد لمبا اور خوش نما ہے۔ اس حالت میں میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب دکھائی دیتے تھے تو اونچے معلوم ہوتے تھے۔ مجھے محسوس ہوا کہ یہ ہی مثیل محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ مگر پھر یہ خیال پیدا ہوا کہ یہ خودی ذاتِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں پھر میری آنکھ کھل گئی۔

ان ایام میں حضرت اقدس گول کمرہ میں بیٹھا کرتے تھے۔ جب میں قادیان آیا تو دیکھا۔ آپ گول کمرے میں نہیں تھے۔ بلکہ جو کوچہ مرزا سلطان احمد صاحب کے گھر کو آتا ہے اس کے ایک چوبارے میں آپ رونق افروز تھے میں وہیں چلا گیا اور حضور کی خدمت میں اپنا خواب سنایا اس کو سن کر فرمایا

جب کوئی تابع اپنے متبوع میں۔ مرید اپنے پیر میں محو ہو جائے اسوقت پیر یا متبوع کی صورت مرید میں آ جاتی ہے۔ اور یہی خواب کا منشاء ہے

یہ تعبیر بیان فرما کر ایک چھوٹی سی کاپی میں خواب درج کرنا شروع کر دیا۔ لیکن لکھنے سے قبل مجھ سے حلف لیا۔ فرمایا:-

ہمارا منشاء کتاب شائع کرنے کا ہے۔

(۲)

نبی کی مثال

ایک روز فرمایا:-

نبی جب اپنی مجلس میں بیٹھتا ہے تو اس کی مثال ایک عطار یا حکیم کی مثال ہوتی ہے جو اپنی دوکان کھول کر ہر بیمار کو مناسب حال دوائی دیتا ہے۔

(۳)

بشیر اول کا عقیقہ

بشیر اول کا جب عقیقہ ہوا۔ تو حضور نے بہت سے دوستوں کو بلایا۔ ہم کو بھی جب علم ہوا تو ہم بھی آ گئے۔ چونکہ ہمارے یہاں رشتہ دار تھے اس لئے ہم نے اُن کے ہاں کھانا کھایا۔ اور دعوت میں شریک نہ ہوئے۔ کیونکہ یہی ہمارا دستور تھا۔

ہمارے رشتہ داروں کے ہمسایوں میں سے کسی نے کہا کہ یہ آتے تو مرزا صاحب کے پاس ہیں لیکن کھانا ان کے (رشتہ داروں) کے گھر کھاتے ہیں۔ یہ بات ہمارے کانوں تک بھی پہنچ گئی۔ مگر ہم خاموش رہے

دوسری دفعہ جب ہم قادیان آئے غالباً دوسرے ہی دن آ گئے تھے۔ اور حضرت اقدس سے ملاقات ہوئی تو حضور نے فرمایا

دیکھو تم ہمارے مہمان ہو۔ ہمارے گھر کے سوا کہیں کھانا نہ کھایا کرو۔

اسدن سے ہم نے اپنے رشتہ داروں کے ہاں کھانا کھانا چھوڑ دیا۔

(۴)

ایک خدمت

کرم دین کے مقدمات کے دنوں میں ہر تاریخ پر گورداسپور جایا کرتا تھا۔ ایک دن میرے دل میں یہ تڑپ پیدا ہوئی کہ میں تاریخ پہ جاتا ہوں۔ مگر میں کام کوئی نہیں کرتا

اسی خیال میں میں حضرت اقدس کے پاس گیا حضور کچہری کے باہر ٹہل رہے تھے۔ جیسے ہی میں سامنے ہوا حضور نے فرمایا:-

ہمارے لئے ایک سیر یخ بستہ برف اسٹیشن سے لے آیا کرو۔ تمہارے لئے یہ خدمت مقرر ہے۔

جب تک حضور وہاں رہے میں یہ خدمت بجا لاتا رہا۔ حضور جب قادیان تشریف لے آئے تو میں اس کے اٹھارہ دن کے بعد قادیان حاضر ہوا تو مجھے دیکھ کر فرمایا کہ

اتنی دیر کیوں لگائی؟

(۵)

سیکھوانی بھائی

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ میں مسجد مبارک میں کسی وجہ سے غمگین بیٹھا تھا۔ حضور جلوہ افروز تھے اور مجلس میں حضرت مولانا عبد الکریم صاحب رضی اللہ عنہ۔ حضرت میر ناصر نواب صاحب رضی اللہ عنہ۔ اور حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ اور بہت سے احباب بیٹھے تھے۔ کسی طرح بات چل پڑی کہ قادیان کے محلہ کمہاراں میں سے بعض لوگ داخل سلسلہ ہوئے ہیں۔ حضرت میر صاحب نے فرمایا کہ قادیان کے لوگ بیعت تو کر لیتے ہیں۔ مگر تعلق

پیدا نہیں کرتے۔ حضرت مولانا عبدالکریم صاحب نے فرمایا دیہات کے لوگ ایسے ہی ہوتے ہیں۔ اسپر کچھ اختلاف سا ہو گیا جس کی وجہ سے حضرت اقدس کی توجہ اس معاملہ کی طرف ہٹ گئی۔ حضور نے مولانا عبدالکریم صاحب کی تائید کی اور ساتھ ہی فرمایا۔

سکھواں والے ایسے نہیں ہیں!

اس کے ساتھ ہم تینوں بھائیوں کا نام لیا اس سے میرا غم جاتا رہا۔ اور میں خوش ہو گیا۔

(۶)

حضور کا کرم

ایک روز اتفاقی طور پر میں قادیان آگیا۔ اور گول کمرے میں حاضر ہو گیا۔ کھانا کھانے کی تیاری تھی۔ مجھے علم نہیں تھا۔ دسترخوان بچھ گیا۔ چند باہر کے مہمان موجود تھے۔ حضور نے مجھے بھی کھانے کے لئے بٹھایا۔ اس روز پلاؤ پکا ہوا تھا۔ ایک رکابی زائد تھی۔ حضور نے وہ رکابی میرے سامنے رکھدی۔ مہمان دوست میری طرف دیکھنے لگے ایک دیہاتی آدمی کی طرف حضور کو اتنا خیال ہے۔

(۷)

آداب مہمان نوازی

ایک دفعہ ایسا اتفاق ہوا کہ جب میں حاضر ہوا ان دنوں میاں غلام محی الدین صاحب کھانا کھلاتے تھے۔ وہ وقت کھانے کا تھا۔ حضور نے مجھے دیکھ کر فرمایا کہ:۔

کھانا کھاؤ

میں نے عذر کیا ــــ تو حضور نے پھر فرمایا:۔

نہیں کھاؤ

میں بیٹھ گیا۔ اور آہستہ آہستہ کھانے لگا۔ میں چونکہ بعد میں آیا تھا مجھ سے پہلے لوگ فارغ ہو گئے۔ میاں غلام محی الدین نے پہلے احباب کے برتنوں کے میرا برتن بھی اٹھا لیا۔ حضور نے اسپر میاں غلام محی الدین صاحب پر سخت ناراضگی کا اظہار فرمایا۔ اور سخت جھاڑا کہ تم نے مہمان کے آگے سے کیوں کھانا اٹھایا۔

(۸)

فاتحہ خلف الامام

ایک دفعہ میں نے فاتحہ خلف الامام کا مسئلہ دریافت کیا۔ فرمایا:۔

ضرور پڑھنی چاہیئے

میں نے عرض کی کہ حضور بعض لوگ بغیر فاتحہ کے نماز شمار نہیں کرتے۔ فرمایا

یہ تو ہم نہیں کہتے۔ مگر الحمد کا پڑھنا فضیلت رکھتا ہے۔

۹

وتر

میرے استصواب پر فرمایا:۔ تین وتر ہیں۔ عرض کی ایک دفعہ تینوں یا علیحدہ علیحدہ؟ فرمایا

دو علیحدہ اور ایک علیحدہ

میں نے عرض کی کہ حضور ایک بھی جائز ہے؟ فرمایا

جائز تو ہے مگر میں اسیطرح پڑھتا ہوں

۱۰

عقیقہ

ایک دفعہ میں نے پوچھا حضور لڑکے کے لئے ایک بکرا جائز ہے یا نہیں؟ حضور خاموش رہے دوسری دفعہ پھر پوچھا مگر جواب نہ دیا۔ تیسری دفعہ پھر پوچھا تو فرمایا کہ:۔

اگر ایک دینا ہے تو نہ ہی دے

روایات

جمع کردہ مولانا انور صاحب بوتالوی

مولوی غلام نبی صاحب مولوی فاضل۔ بیعت ۱۳۲۵ھ یا ۱۳۲۶ھ جلسۃ الدعا کے موقعہ پر

حضرت مسیح موعود علیہ السلام مجھے تریاق الٰہی کی گولیاں حضرت مولوی صاحب کو دینے کے لئے دیا کرتے تھے۔ میں حضرت مولوی صاحب کو پہنچا آتا تھا۔

بھوپال کا میرا ایک دوست جس نے میرا کچھ قرض دینا تھا۔ وہ مجھ سے قرض بخشوانے قادیان آیا۔ اس نے حضور سے ملنے کی درخواست کی۔ حضور اس کی خاطر اس کے استقبال کے لئے دروازے تک تشریف لائے اس نے کہا کہ حضور کیا ہی نورانی آدمی ہیں۔

حضرت صاحب نے ایک جلسہ دعا کے لئے کیا اور آدمیوں کی فہرستیں تیار ہوئیں۔ اس فہرست میں میرا نام بھی غوث گڑھ کی سکونت میں درج ہے۔ یہ جلسہ سالانہ جلسے کے علاوہ تھا۔ ۲۹ ۱۲/۳۴

غلام نبی خان ساکن تلونگہ ضلع جالندھر عمر ۵۶ سال بیعت ۱۹۰۲ء

صرف ایک بات یاد ہے کہ ایک دفعہ حضرت صاحب سیر کو نکلے اور ریتی چھلہ کی لسوڑی کے پاس سے ہوتے ہوئے نواب محمد علی خان صاحب کی کوٹھی کے اوپر سے گذرے سٹیشن قادیان کے قریب سے ہو کر باوا کے باغ کے اوپر سے چکر لگاتے ہوئے واپس چلے گئے۔ ۲۹ ۱۲/۳۴

اکبر علی صاحب ساکن بہادر ضلع گورداسپور مہاجر قادیان محلہ دارالرحمت عمر ۳۸ سال پیدائشی احمدی۔

شرف ملاقات حضور سے ۱۹۰۷ء میں ہوا۔ میرے والد صاحب مولوی محمد علی لاہوری نے ۱۸۹۵ء میں بیعت کی تھی۔ میرے والد صاحب نے زمیندارہ کام چھوڑ کر جامع مسجد انبالہ کی امامت اختیار کی۔ ان کے مرید بہت سے ضلع انبالہ اور جالندھر۔ ہوشیارپور اور گورداسپور میں تھے

جب ان کو دعوے کا علم ہوا تو آپ دو چار مریدوں کے ساتھ قادیان آئے۔ سب سوال وجواب کئے آخر لاجواب ہو کر بیعت کر لی۔ انبالہ جا کر اس بات کا پروپیگنڈا کیا۔ سخت مخالفت ہوئی۔ امامت سے علیحدہ کر دیا گیا۔ ایک ہمدرد جماعت نے اس کا ساتھ دیا اکثریت مخالف تھی ان کے مریدوں میں سے بابو عبدالرحمٰن صاحب امیر جماعت احمدیہ انبالہ ہیں جنہوں نے ان کے کہنے سے بیعت کر لی۔ اس کے بعد آپ نے پھر زمیندارہ کام شروع کر دیا۔ اور اب تک زراعت کا کام کرتے ہیں۔ حضرت صاحب کے ساتھ ملاقاتیں جاتے رہتے ہیں۔

میرے والد نے جب بیعت کر لی تب مجھے مدرسہ احمدیہ میں داخل کر دیا۔ پہلی جماعت میں عبدالحی صاحب صاحبزادہ حضرت مولوی نورالدین صاحب اور شیخ محمود احمد صاحب عرفانی میرے ہم جماعت تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بچوں سے ملتے وقت ان کے سر پر ہاتھ پھیرا کرتے تھے مائی فجو کھانا لایا کرتی تھی۔ حضرت اقدس کے کھانے کا بقیہ ہم سب بچے اس سے تبرکاً لیا کرتے تھے

حضرت صاحب کھیتی کی طرف سیر کو جایا کرتے تھے۔ راستہ میں ہم کھیلتے ہوتے تھے۔ ہم دوڑ کر آپ سے مصافحہ کر لیا کرتے تھے۔ آپ بعد تیز چلتے تھے کہ ہم بچے آپ کے پیچھے دوڑ کر ہم پکڑتے تھے۔ آپ کے ساتھ ان دنوں دو تین سے زیادہ آدمی نہ ہوتے تھے۔

ایک دفعہ جلسہ سالانہ کے موقعہ پر ہم نے حضرت صاحب کے ساتھ ۶-۷ سو آدمی دیکھے۔ سب لوگ حیران تھے کہ کیا قادیان میں اب اسقدر احمدی ہو چکے ہیں حضرت صاحب کے پاس ایک ٹیڑھا موٹھ والا سوٹا ہوتا تھا۔

حضرت صاحب جب گورداسپور جاتے تو آپ اس تالاب کے پاس والے مکان میں اترتے تھے جو کچہری کے سامنے ہے۔ حضرت صاحب کچہری کو چلے جاتے اور ہم وہاں کھیلتے رہتے۔ ۳۰ ۱۲/۳۴

ڈاکٹر احمدالدین صاحب ساکن کھاریاں ضلع گجرات عمر ۳۵ سال پیدائشی احمدی شرف ملاقات جب حضور جہلم گئے

جب حضرت صاحب جہلم تشریف لے گئے تو ایک ہندو کی کوٹھی میں اترے جو دریائے جہلم کے کنارے تھی۔ غیر احمدی کثرت سے آئے انہوں نے پتھر برسانے شروع کئے۔ حضرت صاحب نیچے کوٹھی میں گئے

جس کے آگے ایک گھوڑا تھا۔

جب حضرت صاحب جہلم گئے تو حضور کی آمد کی اطلاع کھاریاں کے اسٹیشن پر ملی۔ تو احمدی زمیندار حضور کے لئے دودھ مکھن لائے۔ اور انھوں نے دودھ حضرت صاحب اور آپکے رفقاء کو پلایا۔

میں جب قادیان آیا تو ان دنوں مولوی شیر علی صاحب ہیڈ ماسٹر تھے۔ مولوی سید سرور شاہ صاحب بورڈنگ کے سپرنٹنڈنٹ تھے۔ میں پہلی جماعت میں داخل ہوا۔ ہم ان دنوں نماز باقاعدہ پانچوں وقت مسجد میں جاکر ادا کرتے تھے۔ مسجد مبارک میں ایک صف کے اندر ۴۔۵ آدمی کھڑے ہو سکتے تھے۔ مسجد اقصیٰ وہاں تک ہوتی تھی جہاں تک آجکل چھوٹی اینٹیں لگی ہیں۔ اس کے ایک سرے پر شہتوت کا درخت تھا۔ جو مسجد سے باہر تھا۔ مسجد اقصیٰ کے اردگرد ایک خام دیوار ہوا کرتی تھی۔

ایک دفعہ ایک اجتماع کے موقعہ پر حضرت صاحب تقریر فرما رہے تھے۔ مسجد اقصیٰ میں چند آدمی جگہ کی تنگی کی وجہ سے ساتھ والے ہندوؤں کے مکانوں کی چھتوں پر چڑھ گئے جو مسجد کی سطح کے برابر تھے۔ اور کپڑے بچھا کر نماز پڑھنے لگے۔ ان میں سے ایک اکبر علی صاحب لاہوری بھی تھے۔ ایک ہندو اپنے مکان سے باہر آیا۔ اور حضرت صاحب کو "مرزا" کہہ کہہ کر گالیاں بھی دیتا تھا اور کہتا تھا "ساڈے کوٹھے ڈھا دتے"۔ حضرت صاحب نے احمدیوں کو واپس آنے کے لئے کہا۔ آخر اسی وقت نواب محمد علی خان صاحب نے اپنی ورکشاپ میں آرڈر بھجوایا۔ چنانچہ جب ہم عصر کے وقت مسجد میں آئے تو کانٹے دار تار سے ان ہندوؤں کے مکان کی جانب جنگلہ لگا ہوا تھا۔

عبدالکریم صاحب یادگیری (از حیدرآباد دکن) جنھیں باؤلے کتے نے کاٹا تھا۔ وہ بھی ہمارے ساتھ پڑھا کرتے تھے۔ میرے دیکھتے ہی باؤلے کتے نے ان کو مدرسہ احمدیہ کے صحن میں کاٹا تھا۔ میں نے خود دیکھا کہ کتے نے اسے دائیں یا بائیں بازو پر کاٹا بعدہٗ اسے کسولی بھیجا گیا اور خدا نے بالکل شفا دے دی جب عبدالکریم واپس آیا تو میں نے خود دیکھا کہ اسمیں باؤلے پن کے آثار ظاہر ہوئے۔ اور منہ سے جھاگ جاری تھی۔ آخر اسے کمہاروں کے محلہ کی طرف ایک مکان میں بند کر دیا۔ غالباً حضرت صاحب نے اس کے لئے دوائی کی پڑیاں بھی بھیجی تھیں۔ آخر دو لڑکوں کو ڈاکٹر گوہر دین اور جمیل ساکن ننگل کو جو متعلم جماعت دہم تھے ان کو لالٹین دیکر رات کے وقت ہی بٹالہ کسولی کو تار دینے کے لئے بھیجا گیا۔ جہاں سے جواب آیا Nothing can be done for Abdul Karim.

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کے لئے دعا فرمائی اور وہ تندرست ہو کر ہمارے ساتھ کھیلتا رہا ہے (افسوس عبدالکریم یادگیری مورخہ ۱۹۳۴ء کو یادگیر حیدرآباد میں فوت ہو گیا اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے اس کا جنازہ غائب پڑھا۔

جب ہم موجودہ دفاتر نظارت ہائے سلسلہ عالیہ احمدیہ متصل مسجد اقصیٰ کے نیچے سے گذرتے تھے جہاں اسوقت ہندو رہا کرتے تھے اور یہ مکان ان کی ملکیت تھا۔ تو ہندو عورتیں ہم پر دال کا ٹھنڈا پانی گرایا کرتی تھیں۔ اور ہم کو حضرت صاحب کی طرف سے حکم تھا کہ بولنا نہیں۔

حضرت میاں مبارک احمد صاحب جب فوت ہوئے تو انکا جنازہ مسجد احمدیہ کے صحن میں پڑھا گیا۔ اور باغ میں پہنچانے کے لئے مستریوں کے مکان کے پاس سے چونکہ پختہ پل تیار نہ ہوا تھا۔ اسلئے وہاں سکول کی تختیں اور ڈیسک رکھ کر پل بنایا گیا اور جنازہ گذارا گیا۔ اور اگلے دن اسے اکھیڑ دیا گیا۔ کیونکہ اس جگہ بہت پانی ہوا کرتا تھا ~~۱۹~~۲۰

حکیم عطا محمد صاحب مہاجر قادیان۔ دواخانہ رفیق حیات قادیان ساکن لاہور۔

میری عمر قریباً پندرہ سال کی تھی کہ والد صاحب کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ اور والد صاحب مرحوم نے مجھ کو صوم وصلوٰۃ کا پابند کیا ہوا تھا۔ ان کی وفات کے بعد آہستہ آہستہ اسقدر سستی ہو گئی کہ نماز کا کبھی خیال بھی نہ آتا۔ کچھ عرصہ کے بعد جبکہ میں اپنے گھر کی سیڑھیوں پہ چڑھ رہا تھا مغرب کی خوش الحان اذان کی آواز میرے کانوں میں آئی۔ جس کا اثر میرے اندر فوری ہوا۔ جسم کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ سرور سے آنکھوں میں پانی اتر آیا۔ دل میں اپنی گذشتہ اور موجودہ حالت کا مقابلہ کر کے افسوس کرتا۔ اس حالت میں میرے آنسو نکل پڑے۔ اور دل خودبخود دعا کی طرف مائل ہو گیا۔ غرض سیڑھیوں پر ہی میں کھڑا ہوا خوب رویا اور اللہ تعالیٰ سے دعا مغفرت کی۔ اسی حالت میں بغیر کچھ کھانے کے غم و فکر میں سو گیا۔ رات کو خواب میں دیکھا کہ مجھ کو ہمارے محلہ کے نمازی پکڑ کر نماز کے لئے لیجا رہے ہیں۔ اور میں ان سے بھاگنا چاہتا ہوں۔ راستہ میں ایک اونچی جگہ پر ایک نہایت ہی خوشرو انسان بیٹھا ہوا نظر آیا۔ جس کا چہرہ نہایت نورانی تھا۔ اور نور کی شعاعیں چہرہ اور منہ سے نکل کر لوگوں کے دلوں پر پڑ رہی تھیں اور لوگ اس نور کی کشش کے ساتھ کھینچے ہوئے اس کے اردگرد حلقہ باندھے بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے اس نورانی شخص کو دیکھ کر شور مچایا کہ میری امداد کرو۔ انھوں نے فرمایا کہ کیا ہے۔ مینے عرض کی کہ یہ لوگ زبردستی مجھے نماز کے لئے لے جا رہے ہیں۔ اور میں جانا نہیں چاہتا۔ پھر اس نورانی انسان نے دیکھ کر ہاتھ کے اشارے سے فرمایا کہ اسے چھوڑ دو اور مجھ کو ان لوگوں کے پاس بٹھا دیا جو ان کے اردگرد بیٹھے تھے۔ اور وہ تمام اشخاص جو مجھ کو پکڑ کر لے جا رہے تھے ان سب کے چہرے یہ حال دیکھ کر دھوئیں کی طرح سیاہ ہو گئے اور پھر وہ غائب ہو گئے۔ جب میری آنکھ کھلی تو عجیب حالت تھی۔ دل میں اس شخص کے دیکھنے کی تڑپ اور ان نورانی شعاؤں کا سرور تمام جسم میں سمایا تھی اس حالت میں اٹھ کر مینے وضو کیا اور ۱۸۹۹ء کے بعد جب کے میرے والد فوت ہوئے تھے پھر ۱۹۰۱ء میں مینے نہایت خشوع سے نماز ادا کی۔ جب میں اس حالت میں باہر نکلا تو صوفی احمد الدین صاحب ڈوری باف نے مجھے آواز دی کہ یہ حرف مجھے بتا جاویں۔ میں نے ان کو وہ حرف بتا دیا اور پڑھا دیا۔ صوفی صاحب نے نہایت محبت سے فرمایا کہ کبھی کبھی میرے پاس آ جایا کرو۔ اور مجھ کو قرآن شریف تھوڑا تھوڑا بتلا دیا کرو۔ مینے ان سے رات کی خواب بیان کی۔ انھوں نے کہا آپ فوراً اسٹیشن بٹالہ سے اتر کر قادیان جاویں تا اس نورانی شخص کو حالت بیداری میں دیکھ لیں۔

اگر واقعی وہ بزرگ وہی ہوں تو ان کی بیعت میں شامل ہو جانا۔

میں دوسرے دن ہی دیوانہ وار قادیان آیا۔ مسجد اقصیٰ میں مولوی اسماعیل صاحب سرساوی بچوں کو پڑھا رہے تھے۔ انھوں نے ایک لڑکے کے ساتھ مجھے مہمان خانہ پہنچایا۔ وہاں پر حافظ حامد علی صاحب نے ہاتھ منہ دھلا کر کھانا کھلایا۔ اس کے بعد میں مسجد مبارک میں بیٹھا۔ تو مولوی محمد احسن صاحب سے ملاقات ہوئی۔ اتنے میں حضرت صاحب کھڑکی پردہ لے کر تشریف لائے۔ میری جونہی آپ پر نظر پڑی تو وہی خواب والا انسان نورانی بیداری میں دیکھا۔ اسی وقت شام کو بغیر کسی حیل وحجت کے بیعت کر لی۔ میری عمر اسوقت غالباً ۲۰۔۲۱ برس ہو گی فالحمد للّٰہ علیٰ ذالک۔

میں حلفاً بیان کرتا ہوں کہ یہ خواب اسی طرح مینے دیکھی اگر میں دیدہ و دانستہ غلط بیانی سے کام لیا ہو تو مجھ پہ خدا کا عذاب نازل ہو۔

بعد بیعت چند دن قادیان رہا۔ اور پھر حضور سے اجازت حاصل کر کے واپس لاہور آ گیا اور صوفی احمد الدین صاحب ڈوری باف نے احمدی احباب سے ملاقات کرائی۔ کچھ عرصہ کے بعد ایک شخص نے محبت سے کہا کہ پھر محمد صلعم قادیان میں آ گئے ہیں۔

اس بات کو سن کر مجھے حیرانی ہوئی اور دعا کی کہ یا الٰہی کیا اس جماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دوبارہ آ گئے ہیں! مرزا صاحب محمد صلعم کیسے ہو سکتے ہیں۔ اسی رات میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کھڑے ہیں۔ اور آسمان سے ایک فرشتے نے اتر کر مجھ سے پوچھا کہ یہ کون ہیں۔ میں نے کہا کہ مرزا صاحب ہیں پھر مینے دیکھا کہ آسمان سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نور اترا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دماغ میں داخل ہوا اور پھر تمام جسم میں سرایت کر گیا حضور کا چہرہ اسی نور سے منور ہو گیا۔ پھر اس فرشتے نے پوچھا کہ یہ کون ہیں۔ میں نے تو کہا کہ پہلے تو یہ مرزا صاحب تھے اب واقعی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہو گئے ہیں۔ اس خواب سے وہ اعتراض میرے دل سے رفع ہو گیا۔

حضور گورداسپور میں کرم الدین کے مقدمہ پر تشریف لے گئے ہوئے تھے اور حضور ٹہل رہے تھے۔ بعض لوگوں نے درخواست کی کہ حضور قرآن شریف کی تفسیر فرما دیں۔ حضور نے فرمایا نبی کے دو کام ہوتے ہیں ایمان صالح اور عقائد صحیحہ قائم کرنا۔ سو میرے ذمہ یہ دو کام ہیں۔

صبح گورداسپور میں ہی حضور دوستوں کے ساتھ کھانا تناول فرما رہے تھے۔ میں نے پنکھا ہلانا شروع کر دیا۔ میرے دل میں خیال آیا کہ دیکھوں حضور کس طرح کھانا تناول فرماتے ہیں۔

دیکھا کہ حضور نے روٹی کو پکڑ کر دو چار ٹکڑے کر دیئے۔ پھر ان کو نہایت باریک گولیوں کی شکل میں بنا کر ان میں سے ایک آدھ منہ میں ڈال لیتے تھے۔ سرسری نظر سے تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ حضور خوب کھا رہے ہیں مگر غور کے ساتھ دیکھنے سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ

(باقی ہے)

حضور صرف چند دانے کھاتے ہیں۔ جب حضور کھانا کھا رہے تھے تو دائیں بائیں دوستوں کو بار بار فرماتے تھے اور کھائیے۔ لیجئے یہ کھائیے۔ جب حضور اور سب دوست کھانے سے فارغ ہو گئے۔ تو میں نے حضور کے آگے کا برتن سالن والا اٹھا کر اور آپ کے گرے ہوئے روٹی کے ٹکڑے اٹھا کر نیچے آ گیا۔ اور نیچے آ کر اُن کو کھا لیا۔

ایک دفعہ گورداسپور میں میں باہر سے آیا۔ تو حضور چارپائی پر بیٹھے تھے۔ اور خواجہ کمال الدین صاحب اپنے بازو کو پیچھے ٹیک کر بیٹھے ہوئے تھے اور باتیں کر رہے تھے۔ میں نے خواجہ صاحب کی باتوں کو نہیں سُنا۔ کیونکہ میرے آنے پر بات ختم ہو چکی تھی۔ صرف یہ آخری فقرہ سنا کہ اب کیا کیا جائے۔ تو حضرت نے فرمایا خواجہ صاحب آپ تو اتنا ہی شکر کریں کہ آپ فتح والی طرف منسوب کئے گئے ہیں

۴ اپریل کے زلزلہ کے بعد جب حضور باہر باغ میں تشریف فرما تھے سورۃ زلزلہ پڑھ کر فرمایا کہ اس میں لہا کا مراد حذف ہے اصل میں یہ ایسا ہے ان ربک اوحیٰ (الی رجل) لہا اس رجل سے مراد میں ہوں۔

۱۹۱۷ء میں ہجرت کر کے قادیان آ گیا ہوں۔

احمد علی صاحب دوالمیال ضلع جہلم بیعت ستمبر ۱۹۰۳ء بیعت قادیان جا کر کی۔

میں ڈنڈوت میں محکمہ کالڑی میں ملازم تھا۔ وہاں مولوی عطاء محمد صاحب جہلمی اورسیر تھے ان کے پاس سے اخبار الحکم کا پرچہ ملا۔ جس میں حضرت صاحب کی تفسیر سورہ فاتحہ درج تھی۔ میں نے اس کا مطالعہ کیا بعد میں دل میں نماز پڑھنے کا خیال پیدا ہوا۔ اُسی وقت کپڑے دھلائے اُن کو پہنا نماز پڑھی۔ بعدہ روٹی کھائی۔ شام کو ان کے پاس گیا۔ مزید معلومات حاصل کئے ایام الصلح اور ضرورت الامام کتاب دی۔ آخر تاکید کی کہ اس شخص کو دیکھنا چاہئیے۔ میں نے چھٹی کی درخواست دے دی ۱۹ روز کی رخصت منظور ہوئی قادیان گیا۔

جب ملکوال گیا۔ تو ایک ہندو نے مجھے کہا کہ "مرزے کی شکل تبدیل شدہ ہے۔ چہرہ کسی کو دکھاتے نہیں" مجھے غصہ آیا۔ قریب تھا کہ لڑائی ہو جاوے۔ لیکن لوگوں نے لڑائی رکوا دی اس نے مجھ سے پوچھا کہاں جاتے ہو؟ میں نے کہا کہ لاہور سے آگے۔ اُس نے کہا کہ قادیان جاتے ہو میں نے کہا کہ ہاں۔ تو اس نے پہلی بات کو پھر دھرایا۔

جب میں بٹالہ آیا تو ایک مولوی صاحب کو دیکھا کہ وعظ کر رہے ہیں۔ کہ قادیان نہ جانا۔ لیکن میں اسطرف متوجہ نہ ہوا۔ آخر دوائی والی کے تکیئے پر گیا۔ وہاں مسجد میں نماز پڑھی۔ ان ملنگوں نے جو چوپٹ کھیل رہے تھے۔ پوچھا کہ کہاں سے آتے ہو۔ میں نے کہا کہ ضلع جہلم سے۔ اس نے کہا کہ مرزے نے بڑا کام کیا کہ چاروں کونوں سے سب کو اکٹھا کیا۔ آخر وہاں سے چلکر عصر کے وقت قادیان آیا۔ اتفاقاً بھیرہ کے نجم الدین صاحب مل گئے۔ جو دو ایک دفعہ ہمارے گاؤں میں کتابیں بیچتے ہوئے آئے تھے۔ وہ مجھے مسجد مبارک میں جوان دنوں چھوٹی سی تھی لے گئے۔ اسوقت سورج غروب ہو رہا تھا حضرت صاحب بمع احباب وہاں تشریف رکھتے تھے۔ مجھے ان کے چہرے کو دیکھ کر ایسا معلوم ہوتا تھا کہ سورج کی کرنوں سے ان کے چہرے کی کرنیں زیادہ روشن ہیں۔ میں نے چونکہ احوال الآخرت پڑھی ہوئی تھی۔ جب میں نے حضرت صاحب کا حلیہ ملایا۔ تو بالکل اس کے موافق تھا۔

اتنے میں خواجہ کمال الدین صاحب نے اعلان کیا کہ اگر کسی نے بیعت کرنی ہو تو کر لے۔ چنانچہ میں نے اور دو آدمیوں نے حضرت صاحب کی بیعت کر لی۔ بعدہٗ حضرت صاحب نے دعا مانگی۔

حضرت صاحب نے خواجہ صاحب سے حالات دریافت فرمائے۔ خواجہ صاحب نے کہا کہ حضور کوئی صورت بچاؤ کی نظر نہیں آتی۔

حضور نے مسکرا کر فرمایا کہ خواجہ صاحب میں آپ کا کہا مانوں یا عالی بارگاہ کا ادھر سے تو مجھے آواز آتی ہے کہ

تم بری ہو

آپ سمجھتے ہیں کہ بچاؤ کی کوئی صورت نہیں۔ آخر کار مقدمہ خارج ہوا اور آپ بری ہو گئے

ایک شخص نے فریاد کی کہ حضور میں بہت تنگ ہوں سارا گاؤں مخالف ہے۔ صرف دو بیل رہ گئے تھے وہ بھی چوری ہو گئے۔ ایک دوسرے نے بھی اپنی مصیبت کا ذکر کیا۔ فرمایا:-

اے بھائیو! تم ابھی بچوں کی مانند ہو تم پر مصائب آئینگے۔ تم کو چاہئیے کہ خدا کی درگاہ میں گڑ گڑا کر دعائیں مانگو۔ وہ وقت قریب ہے کہ جب تم ان پر غالب آ جاؤ گے۔ تمہاری درخواست بارگاہ الٰہی میں ہے جو بادشاہوں کا بادشاہ ہے بلکہ ابھی تم کو بہت سی قربانیاں کرنی پڑینگی۔ وہ کیا؟ خدا تعالیٰ کے حکم سے ایک سکول بنانا چاہتا ہوں۔ تم کو اولادیں وقف کرنی پڑینگی تم سے اولاد طلب کروں گا۔ جن کو اس سکول میں تعلیم دوں گا۔ پھر ان کو حاصل کرا کے غیر ممالک میں بھیجوں گا تاکہ وہ دوسرے ملکوں میں دین اسلام کی اشاعت کریں۔

میں ۱۷ — ۱۸ — روز تک رہا۔ حضرت اقدس کی مٹھی چاپی بھی کی۔ جب میں جانے لگا تو خود ہی فرمایا کہ میں تیرے واسطے پھر بھی دعا کرونگا اسوقت میری داڑھی اور مونچھ کچھ نہ تھی سات سے علاوہ کوئی بات یاد نہیں۔ ۲۰/۶/۳۵

شاعر غسل خانے میں

شاعر کی حالت بھی عجیب ہوتی ہے۔ اسکا دماغی تخیل اسقدر مصروف ہوتا ہے کہ وہ ہر وقت کسی اور عالم میں رہتا ہے۔ چلتے پھرتے اُٹھتے بیٹھتے کھاتے پیتے اسے کوئی اور ہی دھن رہتی ہے۔ وہ عالم فکری سے عجیب عجیب چیزیں نکالتا ہے۔ کبھی واعظ ہوتا ہے۔ کبھی اپنی قوم میں بہادری کی روح پھونکتا ہے۔ کبھی ادبیات کا ماہر بن کر سامنے آتا ہے۔ کبھی بذلہ سنج و لطیفہ گو بن جاتا ہے الغرض اس کے اشعار اس کی قلبی کیفیتوں کا ایک لطیف عکس ہوتے ہیں

ہمارے محبوب شاعر حسن صاحب رہتاسی جن کا کلام تمام تکلفات سے پاک ہوتا ہے۔ اور جن کے کلام میں ایک زندگی کی روح ہوتی ہے کبھی کبھی ادبی زندہ دلی کی طرف مائل ہو جاتے ہیں تو اس میں بھی اعلیٰ درجہ کی بلند پردازی کا نمونہ دکھاتے ہیں چنانچہ "تولیہ" اور "رضائی" وغیرہ مشہور نظمیں بچہ بچہ کی زبان زد ہیں۔

اب آپ کا جدید شاہکار "صابن کی ٹکیہ" ہے چونکہ لطیف زندہ دلی بھی مومن کی شان سے ہے۔ اس لئے ہم اس نظم کو احباب کے دل میں سرور پیدا کرنے کے لئے شائع کرتے ہیں۔ اس نظم کا شان نزول یہ ہے کہ ایکدن آپ غسل خانہ میں غسل فرمانے لگے۔ لڑکے نے کہا کہ صابن کی ٹکیہ رکھدی ہے شاعر کو اس میں وزن نظر آیا "ٹکیہ صابن کی" سر پر پانی کے لوٹے جب پڑنے لگے تو شاعر نیدرابن سنگھات پر جا پہنچا۔ پانی کی چھما چھمی نے ایک لطیف سماں پیدا کر دیا بہر حال زندہ دل شاعر نے غسل خانے میں نہاتے نہاتے نظم مکمل کر دی۔ ساون کے مہینے میں یہ ٹھنڈی نظم پڑھنے والوں کے لئے ایک لطف ضرور پیدا کریگی

(ایڈیٹر)

"ٹکیا صابن کی"

تالاب کنارے روتی تھی کل اک لڑکی بندرابن کی
جب ظالم کاگا لے بھاگا پن پو چھے ٹکیا صابن کی
سر ننگے پا برہنہ تھی اور کاگا کاگا کہتی تھی
اک ہاتھ میں تھامے دامن تھی اک ہاتھ میں ٹہنی جامن کی
بیتاب تھی بیکس بے بس تھی حیران پریشاں گرداں
یوں نین برستے جاتے تھے جوں برکھا برسے ساون کی
پردھان بنے بیٹھا تھا وہ محفل میں بھجدر پر شونکی
اس روکھ کی ٹہنی ٹہنی پر آباد تھی لنکا راون کی
کہتی تھی صابن دے میرا اور لے اسیں اس پاپن کی
لمبی عمر ہو بچوں کی اور خیر ہو تیری کاگن کی

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ملفوظات

سلسلہ کے لئے دیکھئے اخبار الحکم مؤرخہ ۱۴ جولائی ۱۹۳۵ء جلد ۳۸ نمبر ۲۵

میں پہلے کہہ چکا ہوں کہ تکمیل علمی کے بعد تکمیل عملی کی ضرورت ہے۔ پس تکمیل عملی بدون تکمیل علمی کے محال ہے۔ اور جب تک یہاں آکر نہیں رہتے تکمیل علمی مشکل ہے۔ بارہا خطوط آتے ہیں کہ فلاں شخص نے اعتراض کیا اور ہم جواب نہ دے سکے۔ اس کی وجہ کیا ہے؟ یہی کہ وہ لوگ یہاں نہیں آتے۔ اور ان باتوں کو نہیں سنتے۔ جو خدا تعالےٰ اپنے سلسلہ کی تائید میں علمی طور پر ظاہر کر رہا ہے۔

پس اگر واقعی اس سلسلہ کو شناخت کرتے ہو۔ اور خدا پر ایمان لاتے ہو۔ اور دین کو دنیا پر مقدم کرنیکا سچا وعدہ کرتے ہو۔ تو میں پوچھتا ہوں کہ اس پر عمل کیا ہوتا ہے۔ کیا کُونُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ کا حکم منسوخ ہو چکا ہے۔ اگر واقعی ایمان لاتے ہو۔ اور سچی خوش قسمتی یہی ہے تو اللہ تعالےٰ کو مقدم کر لو۔ اگر ان باتوں کو ردی اور فضول سمجھو گے۔ تو یاد رکھو خدا تعالےٰ سے ہنسی کرنے والے ٹھہرو گے۔

سورۃ فاتحہ قرآن شریف کا باریک نقشہ

سورۃ فاتحہ جو قرآن شریف کا باریک نقشہ ہے۔ اور ام الکتاب بھی جس کا نام ہے خوب غور کرو کہ اس میں اجمال کے ساتھ قرآن کریم کے تمام معارف درج ہیں۔ چنانچہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ سے اس کا شروع کیا گیا ہے۔ جس کے معنے یہ ہیں کہ تمام محامد اللہ ہی کے لئے ہیں۔ اس میں یہ تعلیم ہے کہ تمام منافع اور تمدنی زندگی کی ساری بہبودگیاں اللہ ہی کی طرف سے آتی ہیں۔ کیونکہ ہر قسم کی ستائش کا سزاوار جب کہ وہی ہے۔ تو معطی حقیقی بھی وہی ہو سکتا ہے۔ ورنہ لازم آئیگا۔ کہ کسی قسم کی تعریف و ستائش کا مستحق وہ نہیں بھی ہے۔ جو کفر کی بات ہے۔ پس اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ میں کیسی توحید کی جامع تعلیم پائی جاتی ہے۔ جو انسان کو دنیا کی تمام چیزوں کی عبودیت اور بالذات نفع رساں نہ ہونے کی طرف لے جاتی ہے۔ اور واضح اور بیّن طور پر یہ ذہن نشین کرتی ہے۔ کہ ہر نفع اور سود حقیقی اور ذاتی طور پر خدا تعالےٰ ہی کی طرف سے آتا ہے۔ کیونکہ تمام محامد اسی کے لئے سزاوار ہیں۔ پس ہر نفع اور سود میں خدا تعالےٰ ہی کو مقدم کرو۔ اس کے سوا کوئی کام آنے والا نہیں ہے اللہ تعالےٰ کی رضا کے اگر خلاف ہو۔ تو اولاد بھی دشمن ہو سکتی ہے۔ اور ہو جاتی ہے۔ پھر اسی سورہ فاتحہ میں اس خدا کا نقشہ دکھایا گیا ہے جو قرآن شریف منوانا چاہتا ہے اور جس کو وہ دنیا کے سامنے پیش کرتا ہے۔ چنانچہ اسکی چار صفات کو ترتیب وار بیان کیا ہے۔ ...... جو امہات الصفات کہلاتی ہیں جیسے سورہ فاتحہ ام الکتاب ہے سو ویسے ہی جو صفات اللہ تعالےٰ کی اس میں بیان کی گئی ہیں۔ وہ بھی ام الصفات ہی ہیں۔ اور وہ یہ ہیں۔ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ۔ ان صفات اربعہ پر غور کرنے سے خدا تعالےٰ کا گویا چہرہ نظر آجاتا ہے۔ ربوبیت کا فیضان بہت ہی وسیع اور عام ہے۔ اور اس میں کل مخلوق کی کل حالتوں میں تربیت اور اس کی تکمیل کی تکفل کی طرف اشارہ ہے۔ غور تو کرو جب شان اللہ تعالےٰ کی ربوبیت پر سوچتا ہے۔

تو اس کی امید کس قدر وسیع ہو جاتی ہے۔ اور پھر رحمانیت یہ ہے کہ بدوں کسی عمل عامل کے ان اسباب کو مہیا کرتا ہے۔ جو بقائے وجود کے لئے ضروری ہیں۔ دیکھو چاند سورج ہوا پانی وغیرہ۔ بدوں ہماری دعا اور التجا کے اور بغیر ہمارے کسی عمل اور فعل کے اس نے ہمارے وجود کے بقا کے لئے کام میں لگا رکھے ہیں۔ اور پھر رحیمیت یہ ہے کہ اعمال کو ضائع نہ کرے۔ اور مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ کا تقاضا یہ ہے کہ بامراد کر دے۔ جیسے ایک شخص امتحان کے لئے بہت محنت سے تیاری کرتا ہے۔ مگر امتحان میں دو چار نمبروں کی کمی رہ جاتی ہے۔ تو دنیوی نظام اور سلسلہ میں تو اس کا لحاظ نہیں کرتے اور اس کو گرا دیتے ہیں۔ مگر خدا تعالےٰ کی رحیمیت اس کی پردہ پوشی فرماتی ہے اور اس کو پاس کرا دیتی ہے۔ رحیمیت میں ایک قسم کی پردہ پوشی بھی ہوتی ہے۔ عیسائیوں کا خدا ذرا بھی پردہ پوش نہیں ہے۔ ورنہ کفارہ کی کیا ضرورت رہتی۔ ایسا ہی آریوں کا خدا نہ رب ہے نہ رحمان ہے۔ کیونکہ وہ تو بلا مزد اور بلا عمل کچھ بھی کسی کو عطا نہیں کر سکتا۔ یہانتک کہ ویدوں کے اصول کے موافق گناہ کرنا بھی ضروری معلوم دیتا ہے۔ مثلاً ایک شخص کو اگر کسی اس کے عمل کے معاوضہ میں گائے کا دودھ دینا مطلوب ہے تو بالمقابل یہ بھی ضرور ہے کہ کوئی برہمنی داگر یہ روایت صحیح ہو) زنا کرے تاکہ اس فسق و فحش کے بدلہ میں وہ گائے کی جون میں جاوے۔ اور اس عامل کو وہ دودھ پلائے خواہ وہ اس کا خاوند ہی کیوں نہ ہو۔ غرض جب تک ایسا سلسلہ نہ ہو گا۔ کوئی عامل اپنے عمل کی جزا ویدک ایشور کے خزانہ سے پا نہیں سکتا۔ کیونکہ اس کا سارا سلسلہ جوڑ توڑ ہی سے چلتا ہے۔ مگر اسلام نے وہ خدا پیش کیا ہے۔ جو جمیع محامد کا سزاوار ہے۔ اس لئے معطی حقیقی ہے۔ وہ رحمٰن ہے بدون عمل عامل کے اپنا فضل کرتا ہے۔ پھر مالکیت یوم الدین جیسا کہ میں نے ابھی کہا ہے بامراد کرتی ہے۔ دنیا کی گورنمنٹ کبھی اس امر کا ٹھیکہ نہیں لے سکتی کہ ہر ایک بی۔ اے پاس کرنے والے کو ضرور نوکری دے گی۔ مگر خدا تعالےٰ کی گورنمنٹ کامل گورنمنٹ اور لا انتہا خزائن کی مالک ہے۔ اس کے حضور کوئی کمی نہیں۔ کوئی عمل کرنے والا ہو۔ وہ سب کو فائز المرام کرتا ہے۔ اور نیکیوں اور حسنات کے مقابلہ میں بعض ضعفوں اور سقموں کی پردہ پوشی بھی فرماتا ہے وہ توّاب بھی ہے، اور ستّیر بھی ہے۔ اللہ تعالےٰ کو ہزارہا عیب اپنے بندوں کے معلوم ہوتے ہیں وہ ظاہر نہیں کرتا ہاں ایک وقت ایسا آجاتا ہے کہ بیباک ہو کر انسان اپنے عیبوں میں ترقی پر ترقی کرتا جاتا ہے۔ اور خدا تعالےٰ کی حیا اور پردہ پوشی سے نفع نہیں اٹھاتا۔ بلکہ دہریت کی رگ اس میں زور پکڑتی جاتی ہے۔ تب اللہ تعالےٰ کی غیرت تقاضا نہیں کرتی کہ اس بیباک کو چھوڑا جائے۔ اس لئے وہ ذلیل کیا جاتا ہے۔ مولوی عبد اللہ صاحب غزنوی کو محمد حسین کی نسبت الہام ہوا۔ کہ اس میں کوئی عیب ہے اس نے چاہا کہ وہ ظاہر کر دیں۔ مگر انہوں نے یہی کہا کہ اللہ تعالےٰ کی حیا مانع ہے۔ پھر انہوں نے اس کی نسبت ایک اور رؤیا میں دیکھا کہ اس کے کپڑے پھٹ گئے ہیں۔ چنانچہ

اب وہ رؤیا پوری ہو گئی۔

غرض میرا مطلب تو صرف یہ تھا۔ کہ رحیمیت میں ایک خاصہ پردہ پوشی کا بھی ہے۔ مگر اس پردہ پوشی سے پہلے یہ بھی ضروری ہے۔ کہ کوئی عمل ہو۔ اور اس عمل کے متعلق اگر کوئی کمی یا نقص رہ جائے۔ تو اللہ تعالےٰ اپنی رحیمیت سے اس کی پردہ پوشی فرماتا ہے۔ رحمانیت اور رحیمیت میں فرق یہ ہے۔ کہ رحمانیت میں فعل اور عمل کو کوئی دخل نہیں ہوتا۔ مگر رحیمیت میں فعل و عمل کو دخل ہے۔ لیکن کمزوری بھی ساتھ ہی ہے۔ خدا کا رحم چاہتا ہے کہ پردہ پوشی کرے اسی طرح مالک یوم الدین وہ ہے۔ کہ اصل مقصد کو پورا کرے خوب یاد رکھو کہ یہ امہات الصفات روحانی طور پر خدا نما تصویر ہیں۔ ان پر غور کرتے ہی معاً خدا سامنے ہو جاتا ہے اور روح ایک لذت کے ساتھ اچھل کر سربسجود ہو جاتی ہے۔ چنانچہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ سے جو شروع کیا گیا ہے۔ تو غائب کی صورت میں ذکر کیا ہے۔ لیکن ان صفات اربعہ کے بیان کے بعد معاً صورت بیان تبدیل ہو گئی ہے کیونکہ ان صفات نے خدا کو سامنے حاضر کر دیا ہے۔ اس لئے حق تھا۔ اور فصاحت کا تقاضا تھا کہ اب غائب نہ رہے بلکہ حاضر کی صورت اختیار کی جائے۔ پس اس دائرہ کی تکمیل کے تقاضا نے مخاطب کی طرف منہ پھیرا اور اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ کہا۔ یاد رکھنا چاہئے۔ کہ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ میں کوئی فاصلہ نہیں ہے۔ ہاں اِیَّاکَ نَعْبُدُ میں ایک قسم کا تقدم زمانی ہے۔ کیونکہ جس حال میں محض اپنی رحمانیت سے بغیر ہماری دعا اور درخواست کے ہمیں انسان بنایا۔ اور انواع اقسام کی قوتیں اور نعمتیں عطا فرمائیں۔ اس وقت ہماری دعا نہ تھی۔ بلکہ محض اس کا فضل ہمارے شامل حال تھا۔ اور یہی تقدم ہے۔ میں پھر بیان کرتا ہوں اور یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ رحم دو قسم کا ہوتا ہے۔ اول رحمانیت دوسرا رحیمیت کے نام سے موسوم ہے۔ رحمانیت تو ایسا فیضان ہے کہ جو ہمارے وجود اور ہستی سے بھی پہلے شروع ہوا۔ مثلاً اللہ تعالےٰ نے ہمارے وجود سے پیشتر ہی زمین و آسمان۔ چاند اور سورج اور دیگر اشیاء ارضی و سماوی پیدا کی ہیں۔ جو سب کی سب ہمارے کام آنے والی ہیں اور کام آتی ہیں دوسرے حیوانات بھی اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ مگر وہ جب کہ وہ بجائے خود انسان ہی کے لئے مفید ہیں۔ اور انسان ہی کے کام آتے ہیں۔ تو گویا مجموعی طور پر انسان ہی ان سب سے فائدہ اٹھانے والا ٹھہرا۔ دیکھو جسمانی امور میں کیسی اعلیٰ درجہ کی غذائیں کھاتا ہے۔ اعلیٰ درجہ کا گوشت انسان کے لئے ہے۔ مگر چھیچھڑے اور ہڈیاں کتوں کے واسطے جسمانی طور پر کسی حد تک حیوان بھی شریک ہیں۔ مگر روحانی لذات میں جانور شریک نہیں ہیں۔ پس یہ دو قسم کی رحمتیں ہیں ایک وہ جو ہمارے وجود سے پہلے ہی عطا ہوئی ہیں۔ اور دوسری وہ جو رحیمیت کی شان کے نمونے ہیں۔ اور وہ دعا کے بعد پیدا ہوتے ہیں۔ اور ان میں ایک فعل کی ضرورت ہوتی ہے۔

یہاں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس امر کو بیان کر دیا جائے۔ کہ قانونِ قدرت میں ہمیشہ دعا کا تعلق ہے۔ آجکل کے نیچری طبع لوگ جو علوم حقہ سے محض بے خبر اور ناواقف ہیں۔ اور ان کی ساری تگ و دو کا نتیجہ یورپ کی طرزِ معاشرت کی نقل اتارنا ہے دعا کو ایک بدعت سمجھتے ہیں۔ اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ دعا کے تعلق پر کچھ مختصر سی بحث کی جائے۔

دعا کی فلاسفی

دیکھو ایک بچہ جب بھوک سے بیتاب اور بے قرار ہو کر دُودھ کے لئے چلاتا ہے اور چیختا ہے۔ تو ماں کے پستان میں دودھ جوش مار کر آجاتا ہے۔ حالانکہ بچہ تو دعا کا نام بھی نہیں جانتا۔ لیکن یہ کیا سبب ہے کہ اس کی چیخیں دُودھ کو جذب کر لاتی ہیں۔ یہ ایک ایسا امر ہے کہ عموماً ہر ایک صاحب کو اس کا تجربہ ہے۔ بعض اوقات ایسا دیکھا گیا ہے کہ مائیں اپنی چھاتی میں دودھ کو محسوس بھی نہیں کرتی ہیں اور بسا اوقات ہوتا بھی نہیں۔ لیکن جونہی بچہ کی دردناک چیخ کان میں پہونچی فوراً دُودھ اتر آیا ہے۔ جیسے بچہ کی ان چیخوں کو دُودھ کے جذب اور کشش کے ساتھ ایک علاقہ ہے۔ میں سچ کہتا ہوں کہ اگر اللہ تعالیٰ کے حضور ہماری چلاہٹ ایسی ہی اضطراری ہو۔ تو وہ اس کے فضل اور رحمت کو جوش دلاتی ہے۔ اور اس کو کھینچ لاتی ہے۔ اور میں اپنے تجربہ کی بناء پر کہتا ہوں۔ کہ خدا کے فضل اور رحمت کو جو قبولیت دعا کی صورت میں آتا ہے میں نے اپنی طرف کھینچے ہوئے محسوس کیا ہے۔ بلکہ میں تو یہ کہوں گا کہ دیکھا ہے۔ ہاں آجکل کے زمانہ کے تاریک دماغ فلاسفر اس کو محسوس نہ کر سکیں یا نہ دیکھ سکیں۔ تو یہ صداقت دنیا سے اُٹھ نہیں سکتی۔ اور خصوصاً ایسی حالت میں جبکہ میں قبولیت دعا کا نمونہ دکھانے کے لئے ہر وقت تیار ہوں۔

قبولیتِ دُعاء

تو غرض یہ ہے کہ قانونِ قدرت میں قبولیت دُعاء کی نظیریں موجود ہیں۔ اور ہر زمانہ میں خدا تعالیٰ نے زندہ نمونے بھیجا ہے۔ اسی لئے اس نے اِھدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ کی دعا تعلیم فرمائی ہے۔ یہ خدا تعالیٰ کا منشاء اور قانون ہے اور کوئی نہیں جو اس کو بدل سکے۔ اِھدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ کی دعا سے پایا جاتا ہے کہ ہمارے اعمال کو اکمل اور اتم کر۔ ان الفاظ پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ بظاہر تو اشارۃ النص کے طور پر اس سے دعا کرنے کا حکم معلوم ہوتا ہے صراط مستقیم کی ہدایت مانگنے کی تعلیم ہے۔ لیکن اس کے سر پر اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ بتا رہا ہے۔ کہ اس سے فائدہ اٹھائیں۔ یعنی صراط مستقیم کے منازل کے لئے قویٰ سلیم سے کام لیکر استعانت الٰہی کو مانگنا چاہیئے۔ پس ظاہری اسباب کی رعایت ضروری ہے۔ جو اس کو چھوڑتا ہے وہ کافر نعمت ہے۔ دیکھو! یہ زبان جو خدا تعالیٰ نے پیدا کی ہے۔ اور عروق و اعصاب سے اس کو بنایا ہے۔ اگر ایسی نہ ہوتی تو ہم بول نہ سکتے۔ ایسی زبان دعاء کے لئے عطا کی جو قلب کے خیالات اور ارادوں کو ظاہر کر سکے۔ اگر ہم دعا کا کام زبان سے کبھی نہ لیں۔ تو ہماری شوربختی ہے۔ بہت سی بیماریاں ایسی ہیں کہ اگر وہ زبان کو لگ جائیں تو وہ یک دفعہ ہی کام چھوڑ بیٹھتی ہے۔ یہ رحیمیت ہے۔ ایسا ہی قلب میں خشوع و خضوع

کی حالت رکھی۔ اور سوچنے اور تفکر کی قوتیں ودیعت کی ہیں۔ پس یاد رکھو اگر ہم ان قوتوں اور طاقتوں کو معطل چھوڑ کر دعا کرتے ہیں۔ تو یہ دعا کچھ بھی مفید اور کارگر نہ ہوگی۔ کیونکہ جب پہلے عطیہ سے کچھ کام نہیں لیا۔ تو دوسرے سے کیا نفع اٹھائیں گے۔ اس لئے اِھدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ سے پہلے اِیَّاکَ نَعْبُدُ بتا رہا ہے کہ ہم نے تیرے پہلے عطیوں اور قوتوں کو بیکار اور برباد نہیں کیا۔ یاد رکھو رحمانیت کا خاصہ یہی ہے کہ وہ رحیمیت سے فیض اٹھانے کے قابل بنا دے۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے جو اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ فرمایا یہ نری لفاظی نہیں ہے۔ بلکہ انسانی شرف اسی کا متقاضی ہے۔ مانگنا انسانی خاصہ ہے۔ اور استجابت جو اللہ تعالیٰ کا جو نہیں وہ ظالم ہے۔ دُعا ایک ایسی سرور بخش کیفیت ہے کہ مجھے افسوس ہوتا ہے۔ کہ میں کن الفاظ میں اس لذت اور سرور کو دنیا کو سمجھاؤں۔ یہ تو محسوس کرنے ہی سے پتہ لگے گا۔ مختصر یہ کہ دعا کے لوازمات سے اول ضروری یہ ہے کہ اعمال صالحہ اور اعتقاد پیدا کریں۔ کیونکہ جو شخص اپنے اعتقادات کو درست نہیں کرتا۔ اور اعمال صالحہ سے کام نہیں لیتا۔ اور دعا کرتا ہے وہ گویا خدا تعالیٰ کی آزمائش کرتا ہے۔ تو بات یہ ہے اھدنا الصراط المستقیم کی دعا میں یہ مقصود ہے۔ کہ ہمارے اعمال کو اکمل اور اتم کر۔ اور پھر یہ کہہ کر صراط الذین انعمت علیھم اور بھی صراحت کر دی۔ کہ ہم اس صراط کی ہدایت چاہتے ہیں جو منعم علیہ گروہ کی راہ ہے۔ اور مغضوب گروہ کی راہ سے بچا جو بداعمالیوں کی وجہ سے عذاب الٰہی آگیا۔ اور الضالین کہہ کر یہ دعا تعلیم کی۔ کہ اس سے محفوظ رکھ کہ تیری حمایت کے بدوں بھٹکتے پھریں۔ ایک اور بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ اس جگہ لف و نشر مرتب ہے۔ اول الحمد للہ۔ اللہ مستجمع جمیع صفات کاملہ ہر ایک خوبی کو اپنے اندر رکھنے والا۔ اور ہر ایک عیب اور نقص سے منزہ دوم ربّ العٰلمین سوم الرّحمٰن چہارم الرّحیم پنجم مٰلکِ یوم الدّین۔ اب اس کے بعد جو درخواستیں ہیں وہ ان پانچوں کے ماتحت ہیں۔ اب سلسلہ یوں شروع ہوتا ہے ایّاکَ نَعْبُدُ یہ فقرہ الحمد للہ کے مقابل ہے۔ یعنی اے اللہ تو جو ساری صفات حمیدہ کا جامع ہے۔ اور تمام بدیوں سے منزہ ہے تیری ہی عبادت کرتے ہیں۔ مسلمان اس خدا کو مانتا ہے جس میں وہ تمام خوبیاں جو انسانی ذہن میں آسکتی ہیں۔ موجود ہیں۔ اور اس سے بالاتر اور بالاتر ہے۔ کیونکہ یہ سچی بات ہے کہ انسانی عقل اور فکر اور ذہن خدا تعالیٰ کی صفات کا احاطہ ہرگز ہرگز نہیں کر سکتے۔ ہاں تو مسلمان ایسے کامل الصفات خدا کو مانتا ہے۔ تمام قومیں مجلسوں میں اپنے خدا کا ذکر کرتے ہوئے شرمندہ ہو جاتی ہیں۔ اور انہیں شرمندہ ہونا پڑتا ہے۔ مثلاً ہندوؤں کا خدا جو انہوں نے مانا ہے۔ اور کہا ہے کہ ویدوں سے ایسے خدا ہی کا پتہ لگتا ہے۔ جب اس کی نسبت وہ ذکر کریں گے۔ کہ اس نے دنیا کا ایک ذرہ بھی پیدا نہیں کیا۔ اور نہ اس نے روحوں کو پیدا کیا ہے۔ تو کیا ایسے خدا کے ماننے والے کے لئے کوئی معزز رہ سکتا ہے۔ جب اُسے کہا جائے۔ کہ ایسا خدا اگر مر جائے تو کیا حرج ہے۔ کیونکہ جب یہ اشیاء اپنا وجود مستقل رکھتی ہیں۔ اور قائم بالذات ہیں۔ پھر خدا کی زندگی کی ان کی زندگی اور بقا کے لئے کیا ضرورت ہے۔ جیسے ایک شخص اگر تیر چلائے اور وہ تیر ابھی جا ہی رہا ہو کہ اس شخص کا دم نکل جائے تو بتاؤ اس تیر کی حالت میں کیا فرق آئیگا۔ ہاتھ سے نکلنے کے بعد وہ چلانے والے کے وجود کا محتاج نہیں ہے۔ اسی طرح پر ہندوؤں کے خدا کے

لئے اگر یہ تجویز کیا جائے۔ کہ وہ ایک وقت مر جائے تو کوئی نقص اس کی موت کا نقصان نہیں بتا سکتا۔ مگر ہم خدا کے لئے ایسا تجویز نہیں کر سکتے۔ کیونکہ اللہ کے لفظ سے ہی پایا جاتا ہے۔ کہ اس میں کوئی نقص اور بدی نہ ہو۔ ایسا ہی جبکہ آریہ مانتا ہے کہ اجسام اور روحیں انادی ہیں۔ یعنی ہمیشہ سے ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ جب تمہارا یہ اعتقاد ہے۔ پھر خدا کی ہستی کا ثبوت کیا دے سکتے ہو؟ اگر کہو کہ اس نے جوڑا جاڑا ہے۔ تو ہم کہتے ہیں کہ جب تم پرمانو اور پرکرتی کو قدیم سے مانتے ہو۔ اور ان کے وجود کو قائم بالذات کہتے ہو۔ تو پھر جوڑ ناجار نا تو ادنے افعل ہے۔ وہ جڑ بھی سکتے ہیں۔ اور ایسا ہی جب وہ یہ تعلیم بتاتے ہیں۔ کہ خدا نے وید میں مثلاً یہ حکم دیا ہے۔ کہ اگر کسی عورت کے ہاں اپنے خاوند سے بچہ پیدا نہ ہو سکتا ہو۔ تو وہ کسی دوسرے سے ہمبستر ہو کر اولاد پیدا کر لے۔ تو بتاؤ ایسے خدا کی نسبت کیا کہا جائیگا۔ یا مثلاً یہ تعلیم پیش کی جائے کہ خدا کسی اپنے پریمی اور بھگت کو ہمیشہ کے لئے مکتی یعنی نجات نہیں دے سکتا۔ بلکہ دھارنے وقت اس کو ضروری ہوتا ہے۔ کہ مکتی یافتہ انسانوں کو پھر اسی تناسخ کے چکر میں ڈالے یا مثلاً خدا کی نسبت یہ کہنا کہ وہ کسی کو اپنے فضل و کرم سے کچھ بھی عطا نہیں کر سکتا۔ بلکہ ہر ایک شخص کو وہی ملتا ہے جو اس کے اعمال کے نتائج ہیں۔ پھر ایسے خدا کی کیا ضرورت باقی رہتی ہے غرض ایسا خدا ماننے والے کو سخت شرمندہ ہونا پڑے گا ایسا ہی عیسائی بھی جب یہ پیش کریں گے کہ ہمارا خدا یسوع ہے۔ اور پھر اس کی نسبت وہ بیان کریں گے۔ کہ یہودیوں کے ہاتھوں سے اس نے ماریں کھائیں۔ شیطان اسے آزماتا رہا۔ بھوک اور پیاس کا اثر اس پر ہوتا رہا۔ آخر ناکامی کی حالت میں پھانسی پر چڑھایا گیا۔ تو کون دانشمند ہوگا۔ جو ایسے خدا کے ماننے کے لئے تیار ہوگا۔ غرض اسی طرح پر تمام قومیں اپنے مانے ہوئے خدا کا ذکر کرتی ہوئی شرمندہ ہوتی ہیں۔ مگر مسلمان کبھی اپنے خدا کا ذکر کرتے ہوئے کسی مجلس میں شرمندہ نہیں ہوتا۔ کیونکہ جو خوبی اور عمدہ صفت ہے۔ وہ ان کے مانے ہوئے خدا میں موجود ہے۔ اور جو نقص اور بدی ہے اس سے منزہ ہے جیسا کہ سورۃ الفاتحہ میں اللہ کو تمام صفات حمیدہ کا موصوف قرار دیا ہے۔ تو الحمد للہ کے مقابل میں ایاک نعبد ہے۔ اس کے بعد ہے ربّ العٰلمین ربوبیت کا کام ہے تربیت اور تکمیل جیسے ماں اپنے بچہ کی پرورش کرتی ہے۔ اس کو صاف کرتی ہے۔ ہر قسم کے گند اور آلائش سے دور رکھتی ہے۔ اور دودھ پلاتی ہے۔ دوسرے الفاظ میں یوں کہو کہ وہ اس کی مدد کرتی ہے۔ اب اس کے مقابل میں یہاں ایاک نستعین۔ پھر الرحمٰن ہے جو بغیر خواہش بدوں درخواست اور بغیر اعمال کے اپنے فضل سے دیتا ہے اگر ہمارے وجود کی ساخت ایسی نہ ہوتی تو ہم سجدہ نہ کر سکتے۔ اور رکوع نہ کر سکتے۔ اس لئے ربوبیت کے مقابلہ میں ایاکَ نستعین فرمایا۔ جیسا باغ کا نشو و نما پانی کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح اگر خدا کے فیض کا پانی نہ پہونچے تو ہم نشو و نما نہیں پا سکتے۔ درخت پانی کو چوستا ہے۔ اس کی جڑوں میں دہانے اور سوراخ ہوتے ہیں۔ طبعی میں یہ مسئلہ ہے کہ درخت کی شاخیں پانی کو جذب کرتی ہیں۔ ان میں قوت جاذبہ ہے۔ اسی طرح پر عبودیت میں ایک قوت جاذبہ ہوتی ہے۔ جو خدا کے فیضان کو جذب کرتی ہے اور چوستی ہے پس الرّحمٰن کے بالمقابل اِھدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ہے۔ یعنی اگر اسکی رحمانیت ہمارے شاملِ حال نہ ہوتی۔ اگر یہ قویٰ اور طاقتیں تو نے عطا نہ کی ہوتیں تو ہم اس فیض سے کیونکر بہرہ ور ہو سکتے

حدیث الزلزلہ

از قلم صوفی غلام محمد صاحب بی۔اے سابق مبلغ ماریشس

چونکہ بعض قیمتی مضامین زلزلہ کے لئے مجھے موصول ہوئے تھے جو چھپنے سے رہ گئے۔ اس لئے میں ان کو علی الترتیب دو تین آئندہ اشاعتوں میں شائع کراؤں گا۔

میں افسوس سے مضامین لکھنے والوں کی خدمت میں معذرت پیش کرتا ہوں کہ خاص نمبر میں ان کو شائع نہ کر سکا۔
(ایڈیٹر)

حضرت عیسٰی علیہ السلام اپنی آمد ثانی کی علامات بیان فرماتے ہوئے فرماتے ہیں۔ سورج اور چاند تاریک ہو جائیں گے ستارے گریں گے۔ بھونچال آئیں گے۔ مری پڑے گی۔ قوم پر قوم چڑھائی کرے گی۔ اسی بات کو قرآن شریف نے بڑی وضاحت اور تصریح کے ساتھ بیان فرمایا۔ سورۃ تکویر مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی علامات سے بھری ہوئی ہے۔ قرآن کریم کی ایک سورۃ کا نام زلزال ہے۔ جس میں بیان فرمایا گیا ہے۔ کہ آخری زمانے میں سخت زلزلے آئیں گے۔ چنانچہ میں یہاں ساری سورت کو بمعہ ترجمہ لکھ دیتا ہوں۔ اِذا زلزلت الارض زلزالھا واخرجت الارض اثقالھا وقال الانسان مالھا۔ یومئذٍ تحدث اخبارھا بان ربک اوحی لھا۔ یومئذٍ یصدر الناس اشتاتا لیروا اعمالھم فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ۔ ومن یعمل مثقال ذرۃ شرا یرہ۔ جب زمین خوب ہلائی جائے گی۔ اور زمین اپنے بوجھ نکال دے گی۔ اور انسان کہے گا اسکو کیا ہو گیا ہے۔ اس دن وہ اپنی خبریں بیان کرے گی۔ کہ تیرے رب نے اپنے رسول طرف وحی کی ہے۔ اس دن لوگ الگ الگ گروہوں میں نکلیں گے۔ تاکہ وہ اپنے اعمال کو دیکھیں۔ پس جس نے ذرہ بھر بھی نیکی کی ہوگی وہ اسے دیکھ لے گا۔ اور جس نے ذرہ بھر بھی بدی کی ہوگی وہ اسے دیکھ لے گا۔ پھر فرماتا ہے یوم ترجف الراجفۃ۔ تتبعھا الرادفۃ۔ قلوب یومئذٍ واجفۃ ابصارھا خاشعۃ جس دن کانپنے والی کانپے گی۔ پیچھے آنے والی اس کے پیچھے آئے گی۔ دل اس دن دھڑکتے ہوں گے۔ آنکھیں اس دن ذلیل ہونگی یاایھا الناس اتقوا ربکم۔ ان زلزلۃ الساعۃ شیئ عظیم۔ اے لوگو اپنے رب سے ڈرو۔ ضرور قیامت کا زلزلہ ایک بڑی چیز ہے

جس دن تم اس کو دیکھو گے ہر دودھ پلانے والی بھول جائے گی۔ اسے جسے اس نے دودھ پلایا تھا۔ اور حمل والی حمل رکھ دے گی۔ اور لوگوں کو تو مست دیکھیگا گویا انہوں نے شراب پی ہوئی ہے۔ لیکن وہ شرابی مست نہیں ہیں۔ بلکہ اللہ کا عذاب بڑا سخت ہے۔ جنہوں نے کوئٹہ کے زلزلہ کے حالات دیکھے یا اخبارات میں پڑھے ہیں۔ وہ قرآن کی آیات کی صداقت کے خوب قائل ہو گئے ہیں۔ کہ کیسے وہ قیامت کا نظارہ تھا۔ جس نے آنکھ کی جھپک میں ہزاروں نفوس کو ہلاک کر ڈالا۔ اور سارے شہر کی عمارتوں کو مسمار کر دیا۔ گویا کہ وہ شہر جو شام کے وقت ہر طرح سے آباد اور شاد تھا۔ اور خوشی کی امواج میں بھرپور تھا۔ صبح ہونے سے پہلے خاویۃ علیٰ عروشھا کا منظر بنا ہوا تھا۔ خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ ہم نے اپنی آنکھوں سے خدا کے رسول احمدؑ قادیانی کو دیکھا۔ اس کے ساتھ تیرہ برس تک رہے۔ اور اس کے منہ سے خدا کا کلام سنا جو اس پر شب و روز اترتا تھا۔ زلزلے کے متعلق بھی اس پہ بارش کی طرح وحی ہوئی۔ اور اس کثرت سے ہوئی۔ اور ایسی وضاحت اور صراحت کے ساتھ کہ اس سے زیادہ تفاصیل ممکن نہیں۔ اس نے سارے ملک میں خدا کی وحی کو شائع کر دیا۔ نہ صرف عربی میں بلکہ اردو اور انگریزی میں بھی۔ اور وہ حرف بحرف اور لفظ بلفظ پوری ہو رہی ہے۔ مگر فائدہ وہی اٹھاتے ہیں جو کہ خدا کے نشانوں میں غور سے کام لیتے ہیں۔ ورنہ زمین اور آسمان میں بہت سے نشانات ہیں۔ لوگ ان کے پاس سے گزر جاتے ہیں۔ اور وہ ان سے منہ پھیر کر چلے جاتے ہیں۔ خدا فرماتا ہے۔ لاتحسبن اللہ غافلا عمّا یعمل الظالمون۔ انما یؤخرھم لیوم تشخص فیہ الابصار مھطعین مقنعی رؤسھم لا یرتد الیھم طرفھم وافئدتھم ھواء۔ وانذر الناس یوم یاتیھم العذاب فیقول الذین ظلموا ربنا اخرنا الیٰ اجل قریب نجب دعوتک ونتبع الرسل۔ اولم تکونوا اقسمتم من قبل ما لکم من زوال وسکنتم فی مساکن الذین ظلموا انفسھم وتبین لکم کیف فعلنا بھم وضربنا لکم الامثال۔ وقد مکروا مکرھم وعند اللہ مکرھم وان کان مکرھم لتزول منہ الجبال فلا تحسبن اللہ مخلف وعدہ رسلہٗ ان اللہ عزیز ذو انتقام۔ یوم تبدل الارض غیر الارض والسمٰوٰت وبرزوا للہ الواحد القھار۔ وتری المجرمین یومئذٍ مقرنین فی الاصفاد۔ سرابیلھم من قطران وتغشیٰ وجوھھم النار لیجزی اللہ کل نفس ما کسبت ان اللہ سریع الحساب۔ ھٰذا بلاغ للناس ولینذروا بہ ولیعلموا انما ھو الٰہ واحد ولیذکر اولوا الالباب

خدا تعالےٰ احرار کو تنبیہ کرتا ہے اور فرماتا ہے، کہ وہ لوگ جو سچے نبیوں اور رسولوں کے مخالف ہوتے ہیں وہ ظالم ہیں۔ کیونکہ اگر مدعی وحی اور رسالت خدا پہ جھوٹ بول کر افترا کرتا ہے بشرطیکہ مجنون نہ ہو وہ ظالم ہے۔ اور اگر وہ صادق ہے تو اس کا مکذب ظالم ہے اور اس لئے یہاں خدا تعالےٰ فرماتا ہے کہ مت گمان کرو کہ اللہ تعالےٰ ظالموں کے اعمال سے بے خبر ہے۔ وہ خوب جانتا ہے کہ ظالم کیسے رسول حق کی جماعت پہ ظلم کے کام کر رہے ہیں۔ یہ نہ سمجھو کہ وہ بغیر سزا پانے کے بچ جائیں گے۔ وہ صرف ان کو اس دن تک مہلت دے رہا ہے جس دن ان کی آنکھیں ٹکٹکی باندھے رہ جائیں گی۔ دوڑتے ہوں گے سروں کو اونچے کئے ہوئے۔ ان کی نگاہ ان کی طرف واپس نہیں لوٹے گی اور ان کے دل گرے ہوئے ہوں گے۔ لوگوں کو ڈرا دے جس دن عذاب آئیگا۔ سو ظالم کہیں گے کہ اے ہمارے رب تھوڑی مدت تک ہمیں اور مہلت دے ہم تیری دعوت کو قبول کریں گے۔ اور تیرے رسول کی پیروی کرینگے۔ کیا تم قسمیں نہیں کھاتے تھے کہ تم ہمیشہ رہنے والے ہو۔ اور کبھی تم کو زوال نہیں ہوگا۔ اور نہ کبھی قیامت آئے گی۔ حالانکہ تم ظالموں کے مکانوں میں رہتے تھے۔ اور تم پہ عیاں ہو چکا تھا۔ کہ کیا ہم نے ان کے ساتھ کیا تھا۔ اور تمہیں کیسے کیسے عمدہ پیرایہ میں ہم نے مثالیں دے کر سمجھایا تھا۔ اور انہوں نے بڑے زور لگا کر تدابیر کی تھیں۔ اور ان کی تدبیر اللہ کے پاس تھی۔ اور اتنی بڑی زبردست تدبیر کی تھی کہ وہ اس سے پہاڑوں کو ٹال دیتے۔ پس مت خیال کرو کہ اللہ تعالےٰ اپنے وعدہ کو جو اس نے اپنے رسولوں کے ساتھ کیا ہے ٹلا دیگا (انا لننصر رسلنا والذین آمنوا فی الحیوٰۃ الدنیا ویوم یقوم الاشھاد کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی) ہم ضرور ضرور اپنے رسولوں اور مومنوں کی دنیا کی زندگی میں مدد کریں گے۔ اور قیامت کے دن اللہ نے لکھ لیا ہے کہ میں اور میرے رسول غالب رہیں گے۔ اللہ تعالےٰ عزت والا ہے۔ اور بدلہ لینے والا ہے رسولوں کی خاطر زمین بدل جائے گی۔ رسولوں کی آمد کے بعد دوسری زمین ہو جائیگی۔ وہ نہیں رہے گی۔ جو ان کی آمد سے پہلے تھی۔ اور آسمان بھی بدل جائیں گے اور تمام لوگ اللہ واحد قہار کے سامنے نکل کر کھڑے ہوں گے۔ اس دن تو مجرموں کو دیکھے گا کہ وہ زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہوں گے۔ ان کے کرتے گندھک کے ہوں گے۔ اور ان کے چہروں کو آگ ڈھانپے ہوئے ہوگی۔ تاکہ اللہ تعالےٰ ہر ایک نفس کو اس کی کمائی کا بدلہ دے۔ اللہ جلدی حساب لینے والا۔ یہ عذاب زلازل وغیرہ کا اس لئے دیا جاتا ہے تاکہ لوگوں کو تبلیغ ہو جائے۔ کہ اللہ کا رسول دنیا پہ آچکا ہے۔ اور تاکہ وہ ڈر جائیں۔ اور جان لیں کہ صرف وہ ایک ہی معبود ہے اور تاکہ عقلمند اس سے نصیحت حاصل کر لیں۔

دو ہزار برس کے قریب ہوئے جب خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح ابن مریم کے ذریعہ سے زلزلوں کی خبر دی۔ اور چودہ سو برس ہوئے جب حضرت سید الاولین والآخرین خاتم النبیین محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے قرآن کریم میں خدا تعالےٰ نے زلازل کو وضاحت کے ساتھ بیان فرمایا۔ اور فرمایا کہ بکثرت زمین پر زلزلے آئیں گے۔ حتیٰ کہ انسان بول اٹھیگا کہ زمین جو ہماری آرام گاہ اور قرارگاہ تھی اس کو کیا ہو گیا ہے۔ اس دن زمین بزبان حال بولے گی کہ رب محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے زمین کی طرف اپنے رسول مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ سے وحی کی ہے۔ اب میں اس وحی کو یہاں لکھ دیتا ہوں کہ کس صراحت کے ساتھ خدا کا کلام پورا ہوا ہے۔ وہ وحی بمعہ تشریحات مسیح موعود علیہ السلام یہاں انہی کے الفاظ میں لکھی جاتی ہے تاکہ سعید روحیں اس سے مستفید ہو سکیں۔

ھل اتاک حدیث الزلزلہ۔ اذا زلزلت الارض زلزالھا۔ واخرجت الارض

اثقالہا وقال الانسان مالہا یومئذ تحدث اخبارہا بان ربک اوحیٰ لہا۔ احسب الناس ان یترکوا۔ وما یاتیہم الا بغتۃ۔ یستلونک احق ھو قل ای وربی انہ لحق ولا یرد بعث قوم یجرمون۔ الرحیٰ یدور وینزل القضاء لم یکن الذین کفروا من اہل الکتاب والمشرکین منفکین حتیٰ تاتیہم البینۃ۔ اگر خدا ایسا نہ کرتا تو دنیا میں اندھیر پڑ جاتا۔ اریک زلزلۃ الساعۃ یریکم اللہ زلزلۃ الساعۃ۔ لمن الملک الیوم۔ للہ الواحد القہار چمک دکھاؤں گا تم کو اس نشان کی پنج بار۔ اگر چاہو تو اس دن خاتمہ۔ بھونچال آیا اور شدت سے آیا۔ زمین تہ و بالا کر دی۔ یوم تاتی السماء بدخان مبین وتری الارض یومئذ خامدۃ مصفرۃ۔ اکرمک بعد توہینک زلزلہ آیا۔ اٹھو نمازیں پڑھیں اور قیامت کا نمونہ دیکھیں۔ زلزلہ کا دھکا عفت الدیار محلہا ومقامہا۔ تتبعہا الرادفۃ۔ پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی۔ پھر بہار آئی تو آئے ثلج کے آنے کے دن رب اخر وقت ھذا اخرہ اللہ الیٰ وقت مسمیٰ۔ انی مع الافواج آتیک بغتۃ بھونچال آیا اور شدت آیا۔ زمین تہ و بالا کر دی

(ترجمہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام) کیا تجھے آنے والے زلزلہ کی خبر نہیں ملی۔ یاد کر جبکہ سخت طور پر زمین ہلائی جائے گی۔ اور زمین جو کچھ اس کے اندر ہے باہر پھینک دے گی۔ اور انسان کہے گا کہ زمین کو کیا ہو گیا کہ یہ غیر معمولی بلا اس میں پیدا ہو گئی ہے۔ اس دن زمین اپنی باتیں بیان کرے گی۔ کہ کیا اس پر گزرا۔ خدا اسکے لئے اپنے رسول پر وحی نازل کرے گا۔ کہ یہ مصیبت پیش آئی ہے۔ کیا لوگ خیال کرتے ہیں کہ زلزلہ نہیں آئیگا ضرور آئے گا۔ اور ایسے وقت میں آئے گا کہ وہ بالکل غفلت میں ہوں گے۔ اور ہر ایک اپنے دنیا کے کام میں مشغول ہو گا۔ کہ زلزلہ ان کو پکڑے گا۔ تجھ سے پوچھتے ہیں کہ کیا ایسے زلزلہ کا آنا سچ ہے۔ اور خدا سے برگشتہ ہونے سے وہ کسی مقام میں اس سے بچ نہیں سکتے۔ یعنی کوئی مقام ان کو پناہ نہیں دے سکتا۔ بلکہ اگر گھر کے دروازے پر بھی کھڑے ہیں۔ تو توفیق نہیں پائیں گے جو اس سے باہر ہو جائیں۔ مگر اپنے عمل سے ایک چکی گردش میں آئے گی۔ اور قضا نازل ہو گی۔ جو اہل کتاب اور مشرکوں میں سے حق کے منکر ہو گئے۔ وہ بجز اس نشان عظیم کے باز آنیوالے نہ تھے۔ اگر خدا ایسا نہ کرتا تو دنیا میں اندھیر پڑ جاتا۔ میں تجھے قیامت والا زلزلہ دکھاؤں گا۔ خدا تمہیں قیامت والا زلزلہ دکھائے گا۔ اس دن کہا جائے گا۔ آج کس کا ملک ہے۔ کیا اس خدا کا ملک نہیں جو سب پر غالب ہے۔ اور میں اس زلزلہ کے نشان کی پنج مرتبہ چمک دکھاؤنگا۔ اگر چاہوں تو اسی دن دنیا کا خاتمہ کر دوں (اس وحی الٰہی سے معلوم ہوتا ہے کہ پانچ زلزلے آئیں گے۔ چار زلزلے کسی قدر ہلکے اور خفیف ہوں گے۔۔۔۔۔ اور پھر پانچواں زلزلہ قیامت کا نمونہ ہو گا۔ کہ لوگوں کو سودائی اور دیوانہ کر دے گا۔ یہانتک کہ وہ تمنا کریں گے کہ وہ اس دن سے پہلے مر جاتے ۔۔۔۔۔ شاید چار زلزلے پہلے ایسے ہوں گے جیسا کہ ہم اپریل ۱۹۰۵ء کا زلزلہ تھا۔ حاشیہ مسیح موعود علیہ السلام) ایک زلزلہ آئے گا۔ اور بڑی سختی سے آئے گا۔ اور زمین کو زیر و زبر کر دے گا۔ اس دن آسمان سے ایک کھلا کھلا دھواں نازل ہو گا۔ اور اس دن زمین زرد پڑ جائے گی۔ میں بعد اس کے جو مخالف تیری توہین کریں تجھے عزت دوں گا۔ اور تیرا اکرام کروں گا۔ وہ ارادہ کریں گے جو تیرا کام ناتمام رہے۔ اور خدا نہیں چاہتا جو تجھے چھوڑ دے جبتک تیرے تمام کام پورے نہ کرے۔ میں رحمان ہوں ہر امر میں تجھے سہولت دوں گا۔ ہر ایک طرف سے تجھے برکتیں دکھلاؤنگا یعنی وہ بھونچال جو وعدہ دیا گیا ہے جلد آنے والا ہے اس وقت خدا کے بندے قیامت کا نمونہ دیکھ کر نمازیں پڑھیں گے۔ زلزلہ کا دھکا جس سے ایک حصہ عمارت کا مٹایا جائیگا۔ مستقل سکونت کی جگہ اور عارضی سکونت کی جگہ سب مٹ جائیں گی۔ اس کے بعد ایک اور زلزلہ آئیگا۔ بہار جب دوبارہ آئے گی۔ تو پھر ایک اور زلزلہ آئے گا۔ پھر بہار جب بالسوم آئے گی تو اسوقت اطمینان کے دن آجائیں گے۔ اور اسوقت تک خدا کئی نشان ظاہر کر دیگا۔ اے خدا بزرگ زلزلہ کے ظہور میں کسی قدر تاخیر کر دے۔ خدا نمونۂ قیامت کے زلزلہ کے ظہور میں ایک وقت تک تاخیر کر دیگا۔ میں فوجوں کے ساتھ ناگہانی طور پر آؤں گا۔ بڑی شدت سے زلزلہ آئیگا۔ اور اوپر کی زمین نیچے کر دے گا۔ حقیقۃ صفحات ۹۲-۹۳-۹۴-۹۵-۹۸-۹۹-۱۰۰-۱۰۳-۱۰۶۔

یاد رہے کہ خدا نے مجھے عام طور پر زلزلوں کی خبر دی ہے۔ پس یقیناً سمجھو کہ جیسا کہ پیشگوئی کے مطابق امریکہ میں زلزلے آئے ایسا ہی یورپ میں بھی آئے۔ اور نیز ایشیا کے مختلف مقامات میں آئیں گے۔ اور بعض ان میں سے قیامت کا نمونہ ہوں گے۔ اور اس قدر موت ہو گی کہ خون کی نہریں چلیں گی۔ اس موت سے چرند پرند بھی باہر نہیں ہوں گے۔ اور زمین پر اس قدر تباہی آئے گی۔ کہ اس روز سے کہ انسان پیدا ہوا ایسی تباہی کبھی نہیں ہوئی ہو گی۔ اور اکثر مقامات زیر و زبر ہو جائیں گے۔ کہ گویا ان میں کبھی آبادی نہ تھی۔ اور اس کے ساتھ اور آفات زمین و آسمان میں ہولناک صورت میں پیدا ہوں گی۔ یہانتک کہ ہر ایک عقلمند کی نظر میں وہ باتیں غیر معمولی ہو جائیں گی۔ اور ہیئت اور فلسفہ کی کتابوں کے کسی صفحہ میں ان کا پتہ نہیں ملیگا۔ تب انسانوں میں اضطراب پیدا ہو گا کہ یہ کیا ہونے والا ہے اور بہتیرے نجات پائیں گے۔ اور بہتیرے ہلاک ہو جائینگے وہ دن نزدیک ہیں۔ بلکہ میں دیکھتا ہوں کہ دروازے پر ہیں۔ کہ دنیا ایک قیامت کا نظارہ دیکھے گی۔ اور نہ صرف زلزلے بلکہ اور بھی ڈرانے والی آفتیں ظاہر ہوں گی۔ کچھ آسمان سے اور کچھ زمین سے۔ یہ اس لئے کہ نوع انسان نے اپنے خدا کی پرستش چھوڑ دی۔ اور تمام دل اور تمام ہمت اور تمام خیالات سے دنیا پر ہی گر گئے ہیں۔ اگر میں نہ آیا ہوتا تو بلاؤں میں کچھ تاخیر ہو جاتی پر میرے آنے کے ساتھ خدا کے غضب کے وہ مخفی ارادے جو ایک بڑی مدت سے مخفی تھے۔ ظاہر ہو گئے۔ جیسا کہ خدا نے فرمایا وما کنا معذبین حتیٰ نبعث رسولا اور توبہ کرنیوالے امان پائیں گے۔ اور وہ جو بلا سے پہلے ڈرتے ہیں ان پر رحم کیا جائیگا۔ کیا خیال کرتے ہو کہ تم ان زلزلوں سے امن میں رہو گے۔ یا تم اپنی تدبیروں سے اپنے تئیں بچا سکتے ہو۔ ہرگز نہیں۔ انسانی کاموں کا اس دن خاتمہ ہو گا۔ یہ مت خیال کرو کہ امریکہ وغیرہ میں سخت زلزلے آئے۔ اور تمہارا ملک ان سے محفوظ ہے میں تو دیکھتا ہوں کہ شاید اس سے زیادہ مصیبت کا منہ دیکھو گے۔ اے یورپ تو بھی امن میں نہیں۔ اور اے ایشیا تو بھی محفوظ نہیں۔ اور اے جزائر کے رہنے والو کوئی مصنوعی خدا تمہاری مدد نہیں کرے گا۔ میں شہروں کو گرتے دیکھتا ہوں۔ اور آبادیوں کو ویران پاتا ہوں۔ وہ واحد یگانہ ایک مدت تک خاموش رہا۔ اور اس کی آنکھوں کے سامنے مکروہ کام کئے گئے اور وہ چپ رہا۔ مگر اب وہ ہیبت کے ساتھ اپنا چہرہ دکھلائیگا جس کے کان سننے کے ہوں سنے کہ وہ وقت دور نہیں۔ میں نے کوشش کی کہ خدا کی امان کے نیچے سب کو جمع کروں۔ پر ضرور تھا کہ تقدیر کے نوشتے پورے ہوتے میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اس ملک کی نوبت بھی قریب آتی جاتی ہے۔ نوح کا زمانہ تمہاری آنکھوں کے سامنے آجائیگا اور لوط کی زمین کا واقعہ تم بچشم خود دیکھو گے۔ مگر خدا غضب میں دھیما ہے توبہ کرو تا تم پر رحم کیا جائے جو خدا کو چھوڑتا ہے وہ ایک کیڑا ہے نہ کہ آدمی۔ اور جو اس سے نہیں ڈرتا وہ مردہ ہے نہ کہ زندہ۔

زلزلے کا ذکر آپ نے نظم میں بھی کیا ہے ملاحظہ ہو۔

دوستو جاگو کہ اب پھر زلزلہ آنے کو ہے
پھر خدا قدرت کو اپنی جلد دکھلانے کو ہے
آنکھ کے پانی سے یارو کچھ کرو اس کا علاج
آسماں اے غافلو اب آگ برسانے کو ہے
کیوں نہ آویں زلزلے تقویٰ کی رہ گم ہو گئی
اک مسلماں بھی مسلماں صرف کہلانے کو ہے
کس نے مانا مجھ کو ڈر کر کس نے چھوڑا بغض و کیں
زندگی اپنی تو ان سے گالیاں کھانے کو ہے
کافر و دجال اور فاسق ہمیں سب کہتے ہیں
کون ایماں صدق اور اخلاص سے لانے کو ہے
جس کو دیکھو بدگمانی میں ہے حد سے بڑھ گیا
گر کوئی پوچھے تو سو سو عیب بتلانے کو ہے
چھوڑتے ہیں دیں کو اور دنیا سے کرتے ہیں پیار
سو کریں وعظ و نصیحت کون پچھتانے کو ہے
پھر چلے آتے ہیں یارو زلزلہ آنے کے دن
زلزلہ کیا اس جہاں سے کوچ کر جانے کے دن
تم تو ہو آرام میں پر اپنا قصہ کیا کہیں
پھرتے ہیں آنکھوں کے آگے سخت گھبرانے کے دن
کیوں غضب بھڑکا خدا کا مجھ سے پوچھو غافلو
ہو گئے ہیں اس کا موجب میرے جھٹلانے کے دن
غیر کیا جانے کہ غیرت اس کی کیا دکھلائے گی
خود بتائے گا انہیں وہ یار بتلانے کے دن
وہ چمک دکھلائیگا اپنے نشاں کی پنجبار
یہ خدا کا قول ہے سمجھو گے سمجھانے کے دن
طالبو تم کو مبارک ہو کہ اب نزدیک ہیں
اس مرے محبوب کے چہرہ کے دکھلانیکے دن
وہ گھڑی آتی ہے جب عیسیٰ پکاریں گے مجھے
اب تو تھوڑے رہ گئے دجال کہلانیکے دن

قد مکر الذین من قبلہم فاتی اللہ بنیانہم من القواعد فخر علیہم السقف من فوقہم واتاہم العذاب من حیث لا یشعرون (النحل)، کلا اذا دکت الارض دکا دکا وجاء ربک والملک صفا صفا (فجر)، ان لوگوں نے تدبیر کی جو ان سے پہلے تھے پس اللہ ان کی عمارت کی بنیادوں کے پاس آیا۔ سو ان کی چھت ان کے اوپر گر پڑی۔ اور انکے پاس عذاب آیا جہاں سے وہ سمجھتے بھی نہ تھے۔ ہرگز نہیں جب زمین ریزہ ریزہ ہو جائیگی اور تیرا رب اور فرشتے صف باندھ کر آئینگے

مکتوبات احمدیّہ

سیرت مرزا ایوب بیگ مرحوم اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تبرکات

آج پہلا دن ہے کہ میں نے سیرت کی تکمیل کے لئے بعض پرانے مسودات کی پڑتال شروع کی۔ سب سے اول میری نظر اس نوٹ بک پر پڑی جو عزیز مرحوم نے حضرت مسیح موعودؑ۔ حضرت مولانا نورالدین صاحبؓ۔ حضرت مولانا عبدالکریمؓ کے خطوط اور بعض ارشادات کے متعلق رکھی ہوئی تھی۔ اس کا بیشتر حصہ خود عزیزم مرحوم کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے۔ بعض مکتوب اخوی المکرم مولانا مولوی شیر علی صاحب کے ہاتھ کے لکھے ہوئے معلوم ہوتے ہیں۔ اور بعض جناب مکرم معظم مفتی محمد صادق صاحب کے ہاتھ کے لکھے ہوئے ہیں — اور بعض پر ہر سہ اصحاب کے دستخط ہیں۔ (اور پڑھنے والے حضرات سے سب نے درخواست دعا کی ہے۔ گویا ان کی یہ دلی خواہش تھی کہ یہ مکتوب اشاعت پاویں۔ اور پبلک ان سے فائدہ حاصل کرے۔ الحمد للہ کہ اس عاجز کو اللہ تعالیٰ نے یہ توفیق دی)

یہ تینوں اصحاب اکثر اکٹھے رہتے تھے۔ تعلیم بھی اکٹھی کرتے تھے۔ رخصتوں میں حضرت مسیح موعودؑ کی زیارت کے لئے قادیان بھی اکٹھے جاتے تھے۔ اور اپنے دینی ذوق و شوق کو بھی اکٹھا ہی پورا کرتے تھے۔ اس کے علاوہ اس نوٹ بک میں مرحوم کے بعض رویا صادقہ اور الہامات ہیں۔

اس نوٹ بک کے ضروری حصص میں انشاء اللہ تعالیٰ سیرت کے آخر میں بطور ضمیمہ درج کر دوں گا۔ مگر بعض حضرت مسیح موعودؑ کے خطوط ہیں جو کہ اپنے اندر ہدایت اور نور رکھتے ہیں۔ اور ان سے بہت سے روحانی و وجدانی عقدے حل ہوتے ہیں۔ ان کو اقساط میں اخبار کے ذریعہ ہدیہ ناظرین کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ ممکن ہے کہ ان سے کسی روح کو فائدہ پہنچے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان پر کاربند ہونے کی توفیق دے۔ آمین

خاکسار مرزا ایوب بیگ دارالسلام ڈلہوزی مورخہ ۱۰ جولائی ۱۹۳۵ء

مکتوب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

بنام حضرت مولوی سید محمد احسن صاحب امروہی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہٗ و نصلّی علیٰ رسولہ الکریم

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

خدا آپ کو امراض بدنی و روحانی سے نجات بخشے۔ ہمت کو بلند کرو اور نظر اٹھا کر دیکھو کہ دنیا جس کیلئے انسان مرتا ہے۔ اور کاہلی اختیار کرتا ہے۔ کس قدر ثبات و استحکام رکھتی ہے۔ کیا حباب کی طرح نہیں جس کے عدم اور وجود کا گویا ایک ہی زمانہ ہے۔ خدا تعالیٰ اسے ہر وقت بصیرت چاہو۔ تا وہ دنیا کی بے ثباتی ظاہر کرے۔ اور قوت چاہو۔ تا اس کی طرف قدم اٹھا سکو۔ انسان کو اس سے کیا فائدہ کہ وہ ایک عرصہ اور مدت دراز اپنے اہل و عیال میں امن اور خوشی اور راحت کے گذارے اور پھر آخر کار خالی ہاتھ جائے۔ شیطان انسان کا سخت دشمن ہے۔ اور پھر وہی فتح پاتا ہے۔ جو خدا تعالیٰ سے بیعت الموت کرے۔ جو بیعت الموت خدا تعالیٰ سے کرتا ہے اس کو غیبی قوت ملتی ہے۔ اور جس طرح ستارے بے ستون کھڑے ہیں اور گرتے نہیں۔ اسی طرح وہ بھی خدا تعالیٰ کے عہد پر کھڑا رہتا ہے اور گرتا نہیں۔

بے آرامی میں رہو جب تک سچا آرام نہ پاؤ۔ دنیا میں ایسے لوگ بہت ہیں کہ اسلام کی حقیقت سے بے خبر۔ اور اسلام کی صورت کا ذکر رہے ہیں۔ مگر تمام حقیقت اسلام کی یہی ہے کہ انسان بکلی خدا کی طرف چلا آوے۔ اور جان اور مال اور اہل و عیال وغیرہ لوازم زندگی میں سے کوئی چیز اس کے روکنے والی نہ ہو۔

لن تنالوا البر حتّٰی تنفقوا مما تحبون ط

دیگر

ذوق اور بے ذوقی کی حالت میں جس طرح ہو سکے اعمال صالح کی بجاآوری میں لگے رہیں۔ جب انسان پختہ عہد کر کے طاعت الٰہی میں مشغول ہوتا ہے تو بے ذوقی سے ذوق اور بے حضوری سے حضور پیدا ہو جاتا ہے۔ نماز میں سورۃ فاتحہ کا تکرار نہایت مؤثر چیز ہے۔ کیسی ہی بے ذوقی اور بے مزگی ہو اس عمل کو برابر جاری رکھنا چاہئے یعنی کبھی تکرار آیت ایاک نعبد و ایاک نستعین کا اور کبھی تکرار اھدنا الصراط المستقیم کا

اور سجدہ میں یا حیّ یا قیوم برحمتک استغیث۔ زندگی کا ذرا اعتبار نہیں۔ اور دنیا کی خوابگاہ نہایت دھوکہ دینے والی چیز ہے۔ رات کو دعا کرو۔ صبح کو دعا کرو۔ کبھی جنگل میں جا کر دعا کرو۔ کبھی جماعت کے ساتھ اور کبھی خلوت میں دروازے بند کر کے دعا کرو۔ کہ تا خدا تعالیٰ نفس امارہ سے آزادی بخشے۔ جہانتک ہو سکے گریہ و زاری کی عادت ڈالو۔ کہ رونے والوں پر اس کو رحم آتا ہے۔ کوشش کرو کہ تا خدا تعالیٰ کے روبرو ایسے صاف پاک ہو جاؤ کہ جیسے قرآن شریف کی ہدایتوں کی رو سے اس کا منشا ہے۔ کاہلی کوئی چیز نہیں۔ اور بے مجاہدہ کوئی کسی منزل تک نہیں پہنچ سکتا فقط (نقل از خطوط ادر مکرم ظفر احمد بنام محمد صادق مورخہ ۸ دسمبر ۱۸۹۷ء)

کرامت نامہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہٗ و نصلّی علیٰ رسولہ الکریم

مخدومی و مکرمی اخویم مولوی حکیم نورالدین صاحب سلمہ تعالیٰ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

آپ کے استفسار کے جواب میں لکھا جاتا ہے کہ اصل علاج حزن کا ترقی معرفت۔ اللہ جل شانہٗ کا یہی قانون قدرت ہے کہ عسر یسر دونوں متبادل وارد ہوتے رہتے ہیں۔ یسر تو خود موافق خواہش نفسانی ہے لیکن عسر بھی بحالت موافقت باللہ وانشراح قلب و رضا بقضا و محبت ذاتیہ مولیٰ ایک رنگ یسر ہی دکھائی دیتا ہے۔ اور ایلام بصورت انعام نظر آتا ہے "پائے در زنجیر پیش دوستاں" کی کیفیت سروری وہ شخص بآسانی سمجھتا ہے جو کسی ایک آدھ جرعہ محبت سے کسی قدر مستی حاصل کرتا ہے۔ غرض ہمیشہ خوش رہنے کے لئے اختیار نامرادی جیسی کوئی چیز نہیں۔ جب انسان ایک ذات کا مالک ہو اختیار کر کے اپنے دل میں ترک مرادات کا اصول قائم کر لیتا ہے تو عجب راحتیں پاتا ہے۔ بشرطیکہ اس اصول کے اختیار کرنے میں خود ناقص نہ ہو۔ سو یہی حقیقت انّ الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا کی ہے۔ استقامت یہی ہے کہ کسی ظاہری یا باطنی جنبش دہندہ سے اپنی موافقت بالمولیٰ میں ذرا جنبش نہ آئے۔ خدا تعالیٰ ہم کو اور آپ کو یہ استقامت نصیب کرے۔ (اور اس عاجز کو بھی حضور کے طفیل نصیب کرے۔ اور ایسا ہی میرے پیارے بھائی ایوب بیگ کو بھی نصیب کرے۔) آمین ثم آمین

محمد صادق ۱۳ فروری ۱۸۹۷ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلّی علیٰ رسولہ الکریم

کرامت نامہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام

بنام

حضرت مولوی نورالدین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

مخدومی و مکرمی اخویم حکیم مولوی نورالدین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

دنیا جائے تردد و حزن و مصیبت و غم ہے۔ نہ ایک کے لئے بلکہ سب کے لئے۔ جس کے ابتدا میں طفلی و بیچارگی۔ اور آخر میں پیرانہ سالی و شیخوخیت (اگر عمر طبعی تک پہونچے)، اور سب سے آخر موت (بانگ بر آمد کہ فلاں نماند)، اس میں پوری پوری خوشی و راحت طلب کرنا غلطی ہے۔ رابعہ بصری رضی اللہ عنہا کا قول ہے۔ کہ میں نے اپنے لئے یہ اصول مقرر کر رکھا ہے کہ اصل حصہ دنیا میں میرے لئے غم و مصیبت ہے۔ اور اگر کبھی خوشی پہنچ جائے تو یہ ایک زائد امر ہے جس کو میں اپنا حق نہیں سمجھتی۔ سو مومن کو مرد میدان بنکر اس دار فانی سے تلخیاں و ترشیاں سب اٹھانی چاہئیں۔ ہمارا وجود انبیاء اور اماموں سے کچھ انوکھا نہیں۔ بلکہ اصل بات تو یہی کہ لذت و شوق و راحت طلب الٰہی میں تب ہی محسوس ہوتی ہے کہ جب حضرت ایوب کی طرح مصیبتوں پر صابر ہو کر یہ کہیں کہ میں ننگا آیا اور ننگا جاؤں گا مفلس ہمدیم و دست زسرمایہ شاندیم۔ وز خبیث شیطاں از مفلساں چہ خواہد۔ ففروا الی اللہ وکونوا لہٗ من کان اللہ لہٗ والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ فقط (اے قادر کریم مولیٰ تو اپنے فضل و کرم سے اس اپنے نابکار بندہ کو اور میرے سب عزیز بھائیوں کو اپنی رضا پر راضی رہنے کی توفیق عطا فرما۔ آمین ثم آمین)

متفرقات

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے ریزولیوشنز

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے مورخہ ۲۸ جون نماز جمعہ کے بعد جلسہ عام میں مندرجہ ذیل قرار دادیں باتفاق رائے منظور کیں۔

(۱) احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا یہ جلسہ سیشن جج گورداسپور کے فیصلہ کے متعلق جو سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے مقدمہ میں سنایا گیا ہے۔ دلی رنج اور تاسف کا اظہار کرتا ہے۔ جس میں سیشن جج صاحب موصوف نے بلا ضرورت بانی سلسلہ احمدیہ کی ذات اور تعلیمات کے متعلق غلط اور بدنام کن باتیں درج کر دی ہیں اور ملک معظم کی رعایا کے ہزار ہا افراد کے مذہبی جذبات کو بری طرح مجروح کیا ہے۔ یہ جلسہ حکومت سے استدعا کرتا ہے کہ وہ جلد از جلد جماعت احمدیہ سے اس بے انصافی کے ازالہ کے لئے کوئی مناسب اقدام کرے۔ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور اس امر کا اظہار کئے بغیر نہیں رہ سکتی۔ کہ اگر حکومت نے کوئی اقدام نہ کیا۔ اور فیصلہ مذکور کے نامناسب الفاظ کو بدستور رکھا گیا تو تمام انصاف پسند لوگ جو جماعت احمدیہ کے عقاید اور کارناموں سے واقف ہیں۔ برطانوی عدل وانصاف سے بدظن ہو جانے میں حق بجانب ہونگے۔

(۲) قرار پایا کہ مندرجہ بالا ریزولیوشن کی نقول ہز ایکسیلنسی وائسرائے ہند۔ ہز ایکسیلنسی گورنر پنجاب۔ آنریبل چیف جج لاہور ہائیکورٹ اور اخبارات کو ارسال کی جاویں۔

مسعود بیگ اسسٹنٹ سیکرٹری

انجمن حزب اللہ کا غیر معمولی اجلاس

انجمن حزب اللہ کا ایک غیر معمولی اجلاس زیر صدارت مولوی غلام احمد صاحب مجاہد ۱۳ جولائی مسجد محلہ دار الرحمت منعقد ہوا۔ جس میں مندرجہ ذیل اصحاب نے تقاریر کیں۔ حافظ مسعود احمد صاحب ہائی سکول۔ مولوی فضل الدین صاحب جامعہ احمدیہ۔ مولوی غلام احمد صاحب جامعہ۔ عبد الحی صاحب ہائی سکول۔ نور الحق صاحب مدرسہ احمدیہ۔

اور مندرجہ ذیل ریزولیوشنز پاس کئے گئے

(۱) انجمن حزب اللہ کا یہ غیر معمولی اجلاس جہاں احرار کے مظالم کے خلاف زبردست پروٹسٹ کرتا ہے۔ وہاں حکومت سے پرزور مطالبہ کرتا ہے کہ وہ ایک آزاد کمیشن مقرر کرے جو کہ ان تمام باتوں کی تفتیش کرے جو قادیان کی طرف غلط منسوب کی گئی ہیں۔ اور اسی طرح اس بات کی بھی تفتیش کرے کہ ہمارے مخالفوں نے فساد اور بدامنی پھیلانے کے لئے کیا کیا صورتیں پیدا کی ہیں۔ اور جو الزامات ہم پر لگائے جاتے ہیں ان کی بھی تفتیش کرے تاکہ یہ ظاہر ہو کہ یہ سب مظالم ان کی طرف سے ہم پر ڈھائے گئے ہیں۔ ہم گورنمنٹ سے امید کرتے ہیں۔ کہ ہمارے مطالبہ کو منظور فرما کر ہمیں شکریہ کا موقع دیگی۔

(۲) انجمن حزب اللہ قادیان کا یہ غیر معمولی اجلاس حضرت صاحبزادہ کیپٹن مرزا شریف احمد صاحب مدظلہ العالی پر احراری غنڈے کے وحشیانہ اور بزدلانہ۔ کمینے اور قاتلانہ حملہ کو سخت نفرت اور غیظ وغضب کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ اور اسے احراری منظم سازش کا نتیجہ تصور کرتا ہے۔ اور احکام بالا کی توجہ اس طرف مبذول کراتا ہے کہ وہ جلد از جلد اس انسانیت سوز معاملہ کے متعلق تحقیقات کر کے ان لوگوں کو جو اس حملہ کے بانی مبانی ہیں کیفر کردار تک پہنچائے۔ ورنہ اندیشہ ہے کہ اگر اس معاملہ میں سرد مہری اور غفلت سے کام لیا گیا تو احراری غنڈے قادیان کے امن کو برباد کرنے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھیں گے۔

(۳) ان ریزولیوشنز کی نقول حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ وائسرائے ہند۔ گورنر پنجاب۔ سپرنٹنڈنٹ پولیس پنجاب اور پریس کو بھیجی جائیں۔

والسلام

خاکسار کوکب امرتسری سیکرٹری انجمن حزب اللہ

قادیان

صوبہ سرحد میں آتش زدگی کے بعد پانی کا عذاب

چارسدہ ۷ جولائی بذریعہ تار اطلاع ملی ہے کہ چارسدہ میں نہایت خوفناک سیلاب آ گیا ہے جس سے تحصیل چارسدہ کے کئی دیہات تباہ ہو گئے۔ چارسدہ۔ ٹانگ وغیرہ میں بے شمار مکانات تباہ ہو گئے۔ بہت سے لوگ ہلاک ہو گئے اور بے شمار مویشی بہہ گئے۔ دریا سے قریب کے گاؤں اور بستیاں بالکل ویران ہو گئی ہیں۔ خدا کے فضل سے احمدی محفوظ ہیں۔

الفضل

بزدلانہ حملہ

قابل توجہ حکام ضلع گورداسپور

حکومت پنجاب

ایک اطلاع مظہر ہے کہ چند روز ہوئے کہ کسی احراری نے کپتان مرزا شریف احمد صاحب پر لاٹھی سے حملہ کیا۔ کپتان صاحب حضرت خلیفۃ المسیح صاحب کے برادر ہیں۔ اس خبر نے تمام احمدی دنیا میں ہیجان پیدا کر دیا ہے۔ اور مختلف مقامات پر اس سلسلے میں جلسے ہو رہے ہیں جن میں اس بزدلانہ فعل پر اظہار نفرت کی قرار دادیں پاس ہو کر پریس میں بھیجی جا رہی ہیں۔

یہ واقعہ نہایت افسوسناک ہے۔ اگر ایسی ہرگز یدہ ہستیوں پر کھلم کھلے حملے ہونے لگ گئے تو ملک میں فرقہ وارانہ منافرت کی خلیج وسیع ہوتے ہوتے باعث نقص امن عامہ بن جائے گی۔ ہم حکام ضلع گورداسپور سے درخواست کرتے ہیں کہ حملہ آور کو نصیحت آمیز سزا دی جائے۔ تاکہ پھر کسی کو اس کمینہ حرکت کی جرأت نہ ہو۔ حکومت پنجاب کا بھی فرض ہے کہ احمدیت کے مخالفین کی بڑھتی ہوئی وبا کے انسداد کی طرف فوری توجہ دے۔

(ریشی)

ایک ضروری تردید

مجھے معلوم ہوا ہے کہ بعض احراری اخباروں میں میرے متعلق یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ گویا مجھے مرزا رشید احمد صاحب رئیس قادیان نے اپنی لڑکی کے دودھ پلانے کیلئے میری مرضی کے خلاف جبراً رکھا ہوا ہے۔ یہ خبر بالکل غلط اور محض افترا ہے میں اپنی خوشی اور رضامندی سے مرزا صاحب موصوف کی لڑکی کو دودھ پلاتی ہوں۔ اور مرزا صاحب کی طرف سے مجھے اسکا معقول معاوضہ ملتا ہے۔ اور میں ہر طرح سے خوش ہوں۔ مجھے معلوم نہیں کہ کس طرح یہ جھوٹی خبر اخبارات تک پہنچائی گئی۔ میں بہت ممنون ہونگی کہ اگر آپ میری طرف سے اس خبر کی تردید اپنے اخبار میں شائع فرمائیں گے فقط والسلام امۃ القدیر بیوہ نادر شاہ مرحوم قادیان۔ نشان انگوٹھا امۃ القدیر

(اللہ بخش سٹیم پریس قادیان میں باہتمام شیخ محمود احمد عرفانی پرنٹر وپبلشر چھپ کر دفتر اخبار الحکم واقعہ تراب منزل واقعہ الحکم اسٹریٹ قادیان سے شائع ہوا)